جامعہ مدنیہ جدید کا ترجمان

علمی دینی اور اِصلاحی مجلّہ

انوارِ مدینہ

لاہور

دسمبر ۲۰۱۶ء

بیاد

عالمِ ربّانی محدّثِ کبیر حضرة مولانا سیّد حامد میاں رحمہ اللہ

بانی جامعہ مدنیہ جدید

ماہنامہ

انوارِ مدینہ

جلد : ۲۴	ربیع الاوّل ۱۴۳۸ھ / دسمبر ۲۰۱۶ء	شمارہ : ۱۲

سیّد محمود میاں	سیّد مسعود میاں
مُدیر اعلیٰ	نائب مُدیر

بدلِ اشتراک	ترسیلِ زر و رابطہ کے لیے
پاکستان فی پرچہ 25 روپے......سالانہ 300 روپے	''جامعہ مدنیہ جدید'' محمد آباد 19 کلومیٹر رائیونڈ روڈ لاہور
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات.....سالانہ 50 ریال	اکاؤنٹ نمبر انوارِ مدینہ 2-7914-100-020-0954
بھارت، بنگلہ دیش .... سالانہ 13 امریکی ڈالر	مسلم کمرشل بنک کریم پارک برانچ راوی روڈ لاہور (آن لائن)
برطانیہ، افریقہ .... سالانہ 13 ڈالر	رابطہ نمبر: 042-37726702,03334249302
اَمریکہ .... سالانہ 16 ڈالر	جامعہ مدنیہ جدید (فیکس) : 042 - 35330311
جامعہ مدنیہ جدید کی ویب سائٹ اور اِی میل ایڈریس	خانقاہِ حامدیہ : 042 - 35330310
www.jamiamadniajadeed.org	فون/فیکس : 042 - 37703662
E-mail: jmj786_56@hotmail.com	موبائل : 0333 - 4249301

مولانا سیّد رشید میاں صاحب طابع وناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپواکر

دفتر ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور سے شائع کیا

اس شمارے میں

حرفِ آغاز		۴
درسِ حدیث	حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۶
حیاتِ سیّدنا آدم علیہ السلام	حضرت اَقدس مولانا سیّد محمد میاں صاحبؒ	۹
ولادت باسعادت سیّد الکونین رحمۃ للعالمین ﷺ کی یاد کس طرح منائی جائے ؟	حضرت اَقدس مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ	۳۱
نعت النبی ﷺ	حافظ لدھیانویؒ	۴۷
فضائل کلمہ طیبہ اور اُس کی حقیقت	حضرت مولانا محمد اِدریس صاحبؒ اَنصاری	۴۸
میں تو اِس قابل نہ تھا	حضرت سیّد اَنور حسین نفیس الحسینی شاہ صاحبؒ	۵۷
فضائلِ آیت الکرسی	حضرت مولانا قاری عبدالحفیظ صاحب	۵۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

سیّد محمود میاں

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ !

کچھ روز قبل ایک خبر نظر سے گزری کہ ''کچھ اوباش قسم کے لوگوں نے کسی خاتون سے زیادتی کی اور اُس کی برہنہ تصویریں بنا کر اَپ لوڈ کر دیں اس اعلانیہ اور برسرِ عام تذلیل کا اس خاتون پر ایسا اثر ہوا کہ اُس نے خودکُشی کر لی۔'' .... اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ .

یہ تو ایک واقعہ ہے جبکہ آئے دن اس سے بھی زیادہ شرمناک حوادث تسلسل کے ساتھ واقع ہو رہے ہیں اور ان کی روک تھام کی بظاہر کوئی صورت نظر بھی نہیں آرہی جس کی ایک سب سے بڑی وجہ ان جرائم کے خلاف جاندار قانون کا نہ ہونا ہے۔ اور اس سب کچھ کے باوجود تاحال قانون ساز اِداروں اور عدلیہ کی جانب سے ان جرائم پر قابو پانے اور ان کی فوری روک تھام کے لیے قانون سازی کے عمل کی طرف کوئی خاص پیش رفت بھی سامنے نہیں آئی، بس کبھی کبھار جج صاحبان کی طرف سے کچھ خفیف سا ناگواری کا اظہار اخبارات میں شائع ہو جاتا ہے جس میں ''مابدولت، کالے کوٹ کا تقدس اور عدلیہ کی بالادستی'' جیسے معمول کے رسمی الفاظ کے ہیر پھیر سے زیادہ کچھ نہیں ہوتا۔

محض تیوری کے بل اور اُنگلیوں کے خم سے مظلوموں کے درد کا مداوا نہیں ہوا کرتا، آخرت میں

جو سزا ''مجرم'' کو اللہ تعالیٰ نے دینی ہوتی ہے ''مجرم پروروں'' اور سزاؤں سے صرفِ نظر کرنے والوں کو اس سے کہیں بڑھ کر سزا دی جائے گی۔

حدیث شریف میں آتا ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ جو مسلمان کسی مسلمان کو ایسے موقع پر جہاں اُس کی عزت پامال ہوتی ہو بلا وجہ ذلیل کرے تو اللہ تعالیٰ اُس (ظالم) کو (دُنیا و آخرت کے) ایسے موقعوں پر رُسوا کریں گے جہاں پر وہ اپنی مدد کا طلبگار ہوگا اور جو مسلمان کسی بھی مسلمان کی ایسی جگہ پر مدد کرے جہاں اُس کی عزت گر جاتی اور اُس کا احترام پامال ہو جاتا تو اللہ تعالیٰ اُس کی اُن مقامات پر مدد فرمائیں گے جہاں اُس کا جی چاہتا ہوگا۔[1]

ایک اور مقام پر حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ جس نے کسی بے کس کی مدد کی تو اللہ تعالیٰ اُس کے لیے ۷۳ مغفرتیں لکھ دیں گے اُن میں سے ایک مغفرت کے بدلے میں اُس کے تمام معاملات کی اصلاح ہو جائے گی اور بقیہ ۷۲ (مغفرتوں) کے بدلے میں قیامت کے دن اُس کے درجات کی بلندی ہوگی۔[2]

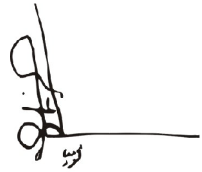

جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی اُمور

(۱) مسجد حامد کی تکمیل

(۲) طلباء کے لیے دارُ الاقامہ (ہوسٹل) اور دَرسگاہیں

(۳) کتب خانہ اور کتابیں

(۴) پانی کی ٹنکی

ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اجر ہے۔ (اِدارہ)

---

[1] مشکوۃ شریف رقم الحدیث ۴۹۸۳ [2] مشکوۃ شریف رقم الحدیث ۴۹۹۷

درسِ حدیث

مولای صلِّ وسلِّم دائماً ابداً علی حبیبک خیر الخلق کلھم

حضرت اَقدس پیرو مرشد مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمہ اللہ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ اِنتظام ماہنامہ ''اَنوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدس رحمہ اللہ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ حضرتِ اَقدس رحمہ اللہ کے اِس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے۔ (آمین)

گناہوں سے دل سیاہ اور اِستغفار سے صاف ہوجاتا ہے
صغیرہ گناہوں سے بھی بچنا ضروری ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

آقائے نامدار ﷺ نے اِرشاد فرمایا ہے کہ اِنَّ الْمُوْمِنَ اِذَا اَذْنَبَ کَانَتْ نُکْتَةً سَوْدَاءَ فِیْ قَلْبِہٖ جب مومن سے کوئی گناہ ہوجاتا ہے تو اُسکے دل پر سیاہ نقطہ پڑ جاتا ہے فَاِنْ تَابَ وَاسْتَغْفَرَ صُقِلَ قَلْبُہٗ اِس کے بعد اگر اُس نے توبہ کر لی اور خدا سے اِستغفار کرلیا تو اُس کا دل صیقل (صاف) ہوجاتا ہے اور گناہ کا سیاہ دھبہ ہٹ جاتا ہے۔ وَاِنْ زَادَ اور اگر توبہ و اِستغفار نہ کرے بلکہ گناہ کو اور بڑھا دے تو زَادَتْ یہ سیاہی بھی بڑھ جاتی ہے حَتّٰی تَعْلُوَا قَلْبَہٗ یہاں تک کہ وہ سیاہی پورے دل کو گھیر لیتی ہے گویا سارے کا سارا دل زنگ آلود ہوجاتا ہے اِرشاد فرمایا فَذَالِکُمُ الرَّانُ اِسی کا نام ''ران'' ہے اَلَّذِیْ ذَکَرَ اللّٰہُ تَعَالٰی جس کو قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے کہ ﴿کَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ مَّا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ﴾ [1] یعنی اُن کے دلوں پر اُن کے برے کاموں کے باعث زنگ چڑھ گیا اُن کے قلوب اُن ہی کے کرتوتوں کی وجہ سے سیاہ پڑ گئے۔

قرآنِ کریم میں اِس آیت سے پہلے خدا تعالیٰ نے کفار کا ذکر کیا ہے کہ یہ لوگ یوم جزاء کا اِنکار کرتے ہیں ﴿اِذَا تُتْلٰی عَلَیْھِمْ اٰیَاتُنَا﴾ جب اُن پر ہماری آیتیں تلاوت کی جاتی ہیں تو کہتے ہیں

[1] مشکوۃ شریف کتاب الدعوات رقم الحدیث ٢٣٤٢

﴿اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ﴾ یہ تو پہلے لوگوں کے قصے ہیں اب اِس آیت ﴿کَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ مَّا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ﴾ میں اِس طرف اِشارہ کیا کہ یہ جو یومِ جزاء کا اِنکار کرتے ہیں یا قرآنِ حکیم کو پہلے لوگوں کی کہانیاں کہہ کو جھٹلاتے ہیں اور خود کو نارِ جہنم کا مستحق بناتے ہیں یہ اِس لیے نہیں کہ اُن کی سرشت وفطرت ایسی ہے، نہیں بلکہ اُن کے اِختیاری اعمال سے اُن منکرین ومکذبین کی بُری حرکتوں اور بداعمالیوں کے باعث اُن کے قلوب پر تاریکی چھا گئی، مسلسل معاصی کے اِرتکاب اور سرکشی کے باعث اُن کے قلوب میں حق بات قبول کرنے یومِ جزاء سے ڈرنے یا خدا کی آیات اور قصے کہانیوں میں فرق کرنے کی صلاحیت ہی نہیں رہی، گناہوں کی کثرت سے اُن کے دلوں پر ظلمت چھا گئی اپنی ہی کرتوتوں کے سبب ہوش وحواس کھو بیٹھے ہیں گویا اِن ہی دُوسرے گناہوں کی عادت نے تکذیب واِنکار جیسے عظیم اور ہلاکت آمیز گناہ تک پہنچایا۔

تو اِس حدیث شریف میں یہ بتلایا گیا ہے کہ اگر کسی شخص نے گناہ کرنے کے بعد توبہ نہ کی اور برابر گناہ کرتا رہا تو رفتہ رفتہ نوبت یہاں تک پہنچ جائے گی کہ اُس کا سارا دل سیاہ ہو جائے گا وہ قبولِ حق کی جملہ صلاحیتوں سے ہاتھ دھو بیٹھے گا، مسلسل چھوٹے گناہ کرنے سے اُس کے اندر گناہ کی قوت بڑھ جائے گی اور پھر بڑے سے بڑے گناہ کرنے سے بھی اِجتناب نہیں کرے گا۔ گناہوں کی عادت انسان کو بُری طرح ہلاکت میں ڈال دیتی ہے اور یہ عادت دو طرح سے پڑتی ہے۔

ایک تو یہ کہ آدمی کسی گناہ کو زیادہ خطرناک خیال نہ کرے بلکہ معمولی سمجھ کر کرتا رہے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ گناہ صغیرہ ہو یا کبیرہ خطرے سے خالی نہیں ہوتا، حدیث شریف میں ہے کہ جنابِ رسالت مآب ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا اِیَّاکِ وَ مُحَقَّرَاتِ الذُّنُوْبِ [1] یعنی چھوٹے چھوٹے گناہوں سے بھی بچتی رہا کرو کیونکہ خدا تعالیٰ کے ہاں چھوٹے گناہوں پر بھی مواخذہ ہوسکتا ہے اور چھوٹے چھوٹے گناہوں کا ہمیشہ کرنا آدمی کو بڑے گناہوں پر جرأت دلاتا ہے اُس میں بتدریج گناہ کی قوت بڑھتی رہتی ہے آخر کار یہ آدمی کبائر کا اِرتکاب بھی کرنے لگ جاتا ہے ویسے بھی یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ صغیرہ گناہوں پر ہمیشگی اُس کو کبیرہ گناہ میں تبدیل کر دیتی ہے، ہاں اگر گناہ

---

[1] مشکوۃ شریف کتاب الرقاق رقم الحدیث ۵۳۵۶

کرنے کے بعد پشیمان اور نادم ہو کر توبہ و اِستغفار کرے پھر عادت پڑنے کا خطرہ نہیں رہتا۔

دُوسری وجہ (گناہوں کے عادی ہو جانے کی) یہ ہے کہ آدمی سرے سے گناہ کو گناہ ہی نہ سمجھے اور یہ بہت ہی خطرناک صورت ہے۔ ظاہر ہے کہ جب وہ گناہ کو گناہ ہی نہیں سمجھے گا تو کبھی بھی اُس پر پشیمان نہیں ہوگا اور توبہ و اِستغفار بھی نہیں کرے گا۔ آج کل یہ مرض عام ہے کوشش کی جاتی ہے کہ گناہ کے کام کو کسی طرح جائز بنایا جائے، کہا جاتا ہے کہ ''سود'' اِتنا حرام ہے اور اِتنا حلال ہے، ''شراب'' فلاں حد تک حلال اور فلاں حد تک حرام ہے، گویا حرام کو کسی نہ کسی طرح حلال قرار دینے کی ناروا کوششیں کی جاتی ہیں (العیاذ باللہ) حالانکہ دین مکمل ہو چکا ہے جو چیز جائز ہے وہ ناجائز نہیں بن سکتی اور جو کام ناجائز ہے وہ جائز نہیں ہو سکتا، جو کام حضور ﷺ کے زمانہ میں جائز تھے وہ قیامت تک جائز رہیں گے اور جن کاموں کو حضور ﷺ نے ممنوع قرار دیا وہ قیامت تک ناجائز اور ممنوع رہیں گے۔ اِرشاد ہے ﴿اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا﴾[1] ''آج کے روز میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور میں نے تمہارے لیے اِسلام کو بطورِ دین کے پسند کیا۔''

آج بہت سی چیزیں جن کو شریعت نے حرام قرار دیا ہے جائز بتایا جاتا ہے، زمانہ و حالات کے تقاضے کی آڑ لے کر ناجائز کو جائز بتایا جا رہا ہے، اِس کا مطلب تو یہ ہوا کہ دین مکمل نہیں اِس میں ہر زمانہ میں تغیر و تبدل اور کمی بیشی ہوتی رہے گی (العیاذ باللہ) حالانکہ دینِ اسلام کی تکمیل ہو چکی ہے اِکمالِ دین و اِتمامِ نعمت کے بعد نہ نئی شریعت کی ضرورت ہے اور نہ ہی نئے نبی کی حاجت، اب کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ خدا کے آخری نبی کی حرام کردہ چیزوں کو حلال اور حرام کردہ چیزوں کو حلال قرار دے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اِسی دینِ کامل پر زندگی اور موت نصیب فرمائے، گناہوں پر جمے رہنے کی بیماری سے ہمیشہ ہمیشہ پناہ میں رکھے، توبہ و اِستغفار کی توفیق اَرزانی فرمائے اور آخرت میں آقائے نامدار ﷺ کا ساتھ نصیب فرمائے، آمین۔ ✿✿✿ (بحوالہ ہفت روزہ خدام الدین لاہور ۲۸؍جون ۱۹۶۸ء)

---

[1] سُورۃ المائدۃ : ۳

علمی مضامین سلسلہ نمبر۱۳ (قسط : ۳ ، آخری)

''خانقاہِ حامدیہ'' نزد جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور کی جانب سے محدث، فقیہ، مؤرخ، مجاہد فی سبیل اللہ، مؤلف کتب کثیرہ شیخ الحدیث حضرت اَقدس مولانا سیّد محمد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اہم مضامین جوتاحال طبع نہیں ہو سکے اُنہیں سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جبکہ اُن کی نوع بنوع خصوصیات اِس بات کی متقاضی ہیں کہ اِفادۂ عام کی خاطر اُن کو شائع کر دیا جائے۔ اِسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد واَخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تاکہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب و یکجا محفوظ ہو جائیں۔ (اِدارہ)

حیاتِ سیّدنا آدم علیہ السلام

﴿ حضرت اَقدس مولانا سیّد محمد میاں صاحبؒ ﴾

سیّدنا آدم علیہ السلام دُنیا میں :

جمعہ : یومِ پیدائش [1] یعنی جس روز کالبدِ خاکی [2] کو اِنسانی شکل مرحمت ہوئی۔

---

[1] صحیح مسلم شریف میں ہے اُن تمام ایام میں کہ آفتاب طلوع کرتا ہے سب سے بہتر دن جمعہ ہے اِسی دن میں حضرت آدم علیہ السلام پیدا کیے گئے اِسی دن جنت میں داخل کیے گئے اِسی دن جنت سے نکالے گئے اور اِسی دن قیامت ہوگی (صحیح مسلم شریف اور مسندِ احمد وغیرہ بحوالہ تاریخ ابن کثیر ج ۱ ص ۸۰) اِسی دن حضرت آدم علیہ السلام کی وفات ہوئی۔ (طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۸)

فائدہ : پیدائش انسانی کا جو مقصد ہے چونکہ جنت میں جانا جنت سے خارج ہونا اور قیامت وغیرہ اِس کے درمیانی مراحل مقرر کیے گئے ہیں لہٰذا اِن چیزوں کے وقوع کے دن کو بہتر اور اشرف بنایا گیا، واللہ اعلم (محمد میاں)

[2] قالب، ڈھانچا (انسانی ڈھانچا)

جمعہ : دُنیا میں آنے کا دن یعنی جس روز جنت [1] سے خارج کر کے دُنیا میں بھیجا گیا۔

حضرت آدم علیہ السلام کا حلیہ :

رنگ گندم گوں [2] آنکھیں سرمگیں [3] بال گھونگریالے، گھنے اور لانبے ایسے حسین اور خوبصورت کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے سوا اور کسی کو آپ کی اولاد میں ایسا حسن نہیں عنایت کیا گیا [4] رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو ساٹھ ہاتھ لانبا پیدا کیا پھر حکم فرمایا کہ آدم فرشتوں کے اُس مجمع کے پاس جاؤ اور اُن کو سلام کرو اور سنو کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام نے فرشتوں کے پاس پہنچ کر فرمایا : السلام علیکم !

فرشتوں نے جواب دیا : وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ !

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں جانے والوں کا قد یہی ہوگا یعنی ساٹھ ہاتھ لانبا،

---

[1] ''جنت'' کا لغوی معنی باغ ہیں، علماء کا اختلاف ہے کہ جنت جس میں آدم علیہ السلام کو رکھا گیا تھا وہ وہی جنت ہے جس کا تذکرہ شرعیات میں کیا جاتا ہے یعنی جو نیک بندوں کو بطورِ جزا عنایت فرمائی جائے گی یا کوئی اور جنت ہے۔
حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے چار قول نقل فرمائے ہیں :

(i) جمہور علماء کا قول یہی ہے کہ جنت سے مراد وہی جنت ہے جو اہلِ ایمان کو بطورِ جزاء کے مرحمت ہوگی۔

(ii) یہ ایک مخصوص باغیچہ تھا جو آسمانوں پر ہے حضرت آدم علیہ السلام اور حوا کو اِس میں رکھا گیا تھا، حضرت اُبی بن کعبؓ، حضرت عبد اللہ بن عباسؓ، حضرت وہب بن منبہؒ، حضرت سفیان بن عیینہؒ وغیرہ سے یہی قول نقل کیا گیا ہے۔ امام ابوحنیفہؒ اور صاحبینؒ سے بھی ایک روایت یہی ہے۔ (تاریخ ابن کثیر ج ۱ ص ۷۵)

(iii) یہ مخصوص باغیچہ زمین ہی پر تھا۔ (ابن یحیٰ وغیرہ)

(iv) توقف کرنا چاہیے کوئی فیصلہ نہیں کرنا چاہیے۔ (تاریخ ابن کثیر ج ۱ ص ۷۵)

[2] طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۱۰ [3] طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۱۰ [4] طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۱۳ بدلیل ارشادِ ربانی ﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ﴾

پھر اولادِ آدم کا قد گھٹتا رہا [١] آدم علیہ السلام کا عرض [٢] سات ہاتھ تھا [٣] کھجور کے تنے کی طرح چھریرہ اور لانبا قد، سر پر لانبے لانبے گھونگریالے گھنے بال۔ [٤]

فرودگاہ :

آدم علیہ السلام کو کس جگہ اُتارا گیا اِس میں مختلف اقوال ہیں جن کی تفصیل [٥] ذیل میں درج ہے

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ : حضرت آدم علیہ السلام کو ''دحناء'' میں اُتارا گیا، یہ مکہ مکرمہ اور طائف کے درمیان ایک جگہ کا نام ہے۔

☆ حضرت حسن بصریؒ : حضرت آدم علیہ السلام کو ''ہندوستان'' میں، حضرت حوا کو ''جدہ'' میں، ابلیس کو ''دستیمسان'' میں (جو بصرہ سے چند میل کے فاصلہ پر ہے)، سانپ کو ''اصبہان'' میں اُتارا گیا۔

☆ حضرت سُدّی رحمہ اللہ (جلیل القدر مفسر ہیں) : حضرت آدم علیہ السلام کو ''ہندوستان'' میں اُتارا گیا اور اُن کے ساتھ ''حجر اسود'' بھی تھا جو برف کی سل سے بھی زیادہ چمکیلا اور سفید تھا اور مٹھی بھر جنتی درختوں کے پتے تھے، ان پتوں کو سرزمین ہند میں بکھیر دیا جن سے خوشبودار درخت اور پودے پیدا ہوئے۔

☆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما : حضرت آدم علیہ السلام کو ''صفا'' پر اور حضرت حوا کو ''مروہ'' پر، صفا اور مروہ مکہ معظّمہ میں دو پہاڑیاں ہیں دورانِ حج اِن کا طواف کیا جاتا ہے۔ (ابن کثیر ١/٨٠)

---

[١] بخاری شریف وغیرہ۔ [٢] ایک ہاتھ (اُنگلیوں کے پور سے لے کر کہنی تک) عمومًا انسان کی لمبائی کا ایک چوتھائی ہوتا ہے اب اگر سات ہاتھ یا ساٹھ ہاتھ مراد موجودہ زمانے کے ہاتھ کی لمبائی ہو تو آدم علیہ السلام کا قد تقریبًا تیس گز ہوگا ورنہ قامت آدم علیہ السلام کی مقدار بتانی مشکل ہے مگر بظاہر ہاتھ سے مراد وہی ہے جس کو عرفًا ''ذراع یا ہاتھ'' کہا جاتا ہے کیونکہ محاوراتِ عربیہ میں ذراع سے یہی مراد ہوتی ہے اِس کے متعلق کچھ اِشارات پہلے بھی عرض کیے جا چکے ہیں۔ واللہ اعلم (محمد میاں) [٣] مسند امام احمد بن حنبلؒ، تاریخ ابن کثیر ١/٨٨

[٤] طبقات ابن سعد ج ١ ص ٩، ١٠ [٥] بحوالہ تاریخ ابن کثیر ج ١ ص ٨١

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ ہندوستان کے ایک پہاڑ پر جس کا نام ''نوذ'' تھا حضرت آدم علیہ السلام کو اُتارا گیا اور حضرت حوا کو ''جدہ'' میں اُتارا گیا۔

حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ جنت کے کچھ پھول اور خوشبو بھی تھی جس کو سرزمین ہندوستان نے اپنے اندر فوراً ہی جذب کر لیا، یہی سبب ہے کہ پھولدار اور خوشبودار درخت ہندوستان میں بکثرت پائے جاتے ہیں۔

حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ کون کون سی چیزیں نازل کی گئیں :

حضرت حوا، شیطان، سانپ، حجر اسود، جنتی درختوں کی پتیاں یا پھولوں کی پنکھڑیاں، وہ لاٹھی جو جنت کے درخت ''آس'' کی تھی اُس کا طول تیرہ ہاتھ تھا یہی لاٹھی ہے جو سلسلہ بسلسلہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تک پہنچی اور یہی لاٹھی تھی جو اظہارِ معجزہ کے وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا اور التجا کے بموجب اژدھا بن جاتی تھی، موسیٰ علیہ السلام کا قد بھی تیرہ ہاتھ لانبا تھا۔ اَلْمَرُّ یعنی بیلچہ، کدال، اَللُّبَانُ [1] اَلْکُنْدَرُ خاردار درخت یا صنوبر، اَلْعَلَاۃُ یعنی سِندان [2]، اَلْمِطْرَقَۃ یعنی ہتھوڑا، گھن، اَلْکَلْبَتَانْ سَنڈاسی [3]

﴿ فَتَلَقّٰی اٰدَمُ مِنْ رَّبِّہٖ کَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَیْہِ ﴾ :

''جنت سے خارج'' کیا جانا اور حضرت حق جل مجدہٗ کا ''عتاب'' مصیبت کے دو پہاڑ ہیں جو حضرت آدم علیہ السلام کے اُوپر تقدیر کے ہاتھوں توڑے گئے مگر وہی خدا وہی رب العالمین جس کی رحمت اُس کے غضب سے آگے آگے چلا کرتی ہے سَبَقَتْ رَحْمَتِیْ غَضَبِیْ [4] جس کی دائمی اور ابدی ندا ہے۔

﴿ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰی اَنْفُسِھِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا ﴾ (سُورۃ الزمر : ۵۳)

''اے میرے بندو ! جو اپنے نفوس پر زیادتی کر چکے ہو خدا کی رحمت سے مایوس مت ہو خداوندِ عالم تمام گناہوں کو بخش دیتا ہے۔''

---

[1] ممکن ہے کاتب کی غلطی سے اَلْمِلْبَنُ کے بجائے اَللُّبَانُ لکھا گیا ہو، اَلْمِلْبَنُ کا مطلب ہے اینٹوں کا سانچہ۔

[2] لوہے کی چورس تختی جس پر لوہار لوہا رکھ کر ضرب لگاتا ہے۔ [3] چمٹا، دست پناہ [4] بخاری شریف : ۷۵۵۳

اُس کی رحمت کی پوشیدہ عنایت ابرِ نیساں [1] بن کر حضرت آدم علیہ السلام پر برسی اور اُس کی شادابی حضرت آدم کے غنچۂ دل کی طرف لپکی، وہ فطری شرف جو مدارِ فضیلت تھا جو بناءِ خلافت تھا نمودار ہوا اور حضرت آدم علیہ السلام کے قلب کو فرطِ ندامت سے پانی پانی کر دیا، جگر خون بنا اور آنکھوں سے یک لخت بہنے لگا، قلب وجگر کے تاثر نے آنکھوں کی طرح زبان کو بھی متاثر کیا اور بقول حضرت مجاہدؒ اِس قسم کے کلمات حضرت آدم علیہ السلام کی زبان سے جاری ہوئے :

اَللّٰھُمَّ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ وَبِحَمْدِکَ ، ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ اِنَّکَ خَیْرُ الْغَافِرِیْنَ .

''اے اللہ ! تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو ہر ایک عیب سے پاک ہے، میں تیری حمد کرتا ہوں، میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا خداوندا میری مغفرت فرما تو بہت ہی اچھا بخشنے والا ہے۔''

اَللّٰھُمَّ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ وَبِحَمْدِکَ ، رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ اِنَّکَ خَیْرُ الرَّاحِمِیْنَ .

''اے اللہ ! تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو ہر ایک عیب سے پاک ہے، میں تیری حمد کرتا ہوں، اے رب میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا میری مغفرت فرما تو اَرحم الراحمین ہے''

اَللّٰھُمَّ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ وَبِحَمْدِکَ ، رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَتُبْ عَلَیَّ اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ.

''اے اللہ ! تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو ہر ایک عیب سے پاک ہے، میں تیری حمد کرتا ہوں، اے میرے رب میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا میری توبہ قبول فرما تو توّاب اور رحیم ہے۔''

---

[1] شمسی مہینے نیساں میں (جو اپریل مئی کے مطابق ہوتا ہے) برسنے والا بادل، مشہور ہے کہ اِس سے سیپی میں موتی، کیلے میں کافور اور بانس میں بنسلوچن بنتا ہے۔

سعید بن جبیر، ابوالعالیہ، ربیع بن انس، حسن، قتادہ، محمد بن کعب، خالد بن معدان، عطاء خراسانی، عبدالرحمن بن زید بن اسلم نیز مجاہد رضی اللہ عنہم کا قول یہ ہے کہ حضرت آدم کی دعا یہ تھی :

﴿ رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ﴾ ١

''اے رب ہمارے ! ہم نے اپنے نفس پر ظلم کیا اگر آپ نے ہماری مغفرت نہ فرمائی اور ہم پر رحم نہ کیا تو ہم خاسر ہو جائیں گے۔''

ناظرین کرام سمجھ سکتے ہیں کہ مضمون ایک ہی ہے صرف الفاظ کا فرق ہے۔ ابن عساکر، بیہقی، حاکم نے ایک ضعیف سند سے بیان کیا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے پکارا : یَا رَبِّ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ لَمَا غَفَرْتَ لِیْ. ٢ ''اے رب ! بحق محمد (ﷺ) میری مغفرت فرما۔''

حضرت حق کی جانب سے سوال کیا گیا تم نے محمد کو کیسے پہچانا ؟

حضرت آدم : جب تو نے مجھے پیدا کیا اور میں نے عرشِ معلی پر نظر ڈالی تو میں نے دیکھا کہ عرش کے پالوں ٣ پر لکھا ہوا ہے : لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

میں نے جب ہی جان لیا کہ آپ کے نام کے ساتھ اُسی کا نام ملا کر لکھا گیا ہے جو تمام مخلوق میں آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہے۔

حضرت حق جل مجدہٗ : آدم سچ کہتے ہو بیشک وہ تمام مخلوق میں سب سے محبوب ہیں اور جب تم اُن کے طفیل میں مجھ سے معافی چاہتے ہو تو میں نے تم کو معاف کیا۔ اگر ''محمد'' نہ ہوتے تو میں تم کو بھی پیدا نہ کرتا (ﷺ)۔ نیز امام بیہقیؒ فرماتے ہیں اِس روایت کو صرف عبدالرحمن بن زید بن اسلم نے بیان کیا ہے مگر قابلِ اعتبار نہیں۔ ٤

القصہ دُعا کے لیے حضرت آدم علیہ السلام نے کچھ بھی کلمات استعمال کیے ہوں بہر حال نتیجہ یہ تھا ﴿ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدٰى﴾ ٥ ''خدا نے اُس کو برگزیدہ بنایا توبہ قبول کی اور ہدایت سے نوازا۔''

---

١ سُورۃ الاعراف : ٢٣ ٢ المُستدرك للحاكم رقم الحديث ٤٢٢٨ ٣ پشتے

٤ تاریخ ابن کثیر ج ١ ص ٨١ ٥ سُورہ طٰہٰ : ١٢٢

قیامِ جنت اور جلا وطنی کی مدت :

جنت میں قیام فرمانے کے متعلق قرآنِ پاک اور مستند احادیث میں کسی مدت کا ذکر نہیں بلکہ آیاتِ قرآنی کی سیاق سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ تمام چیزیں سلسلہ وار مزید تاخیر کے بدون ظہور پذیر ہوتی رہیں مگر بعض روایات میں اِن واقعات کی مدت کا تذکرہ بھی کیا گیا ہے چنانچہ ابن سعد نے طبقات میں حضرت حسنؒ سے نقل کیا ہے کہ جنت سے نکلنے پر حضرت آدم علیہ السلام تین سو برس روتے رہے۔[1]

ایک طویل روایت کے ضمن میں ابن سعد نے بیان کیا ہے کہ :

''آدم و حوا'' کا دوبارہ اجتماع مقامِ مُزدلفہ پر ہوا حضرت حوا کھسکتی ہوئی حضرت آدم علیہ السلام کے پاس پہنچ گئیں اِسی مناسبت سے اُس مقام کا نام ''مُزدلفہ'' [2] نیز اِسی مقام کو ''جمع'' بھی کہتے ہیں کیونکہ حضرت حوا اور حضرت آدم علیہ السلام کا اجتماع اِسی مقام پر ہوا تھا۔

مقامِ عرفات پر ایک دوسرے کو پہچانا چنانچہ اس کا نام ''عرفات'' ہوا [3] اور دو سو برس تک اپنے فعل پر روتے رہے اور چالیس روز تک کچھ کھایا پیا نہیں اور سو برس تک حضرت حوا کے پاس نہیں گئے اس کے بعد حضرت حوا سے مباشرت ہوئی تو سلسلۂ ولادت جاری ہوا۔'' (طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۱۳)

حافظ ابن عساکرؒ نے امام تفسیر حضرت مجاہدؒ سے روایت کیا ہے کہ

''اللہ تعالیٰ نے دو فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ آدم علیہ السلام اور حضرت حوا کو اللہ کی ہمسائیگی سے الگ کر دیں چنانچہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے سر سے ٹوپی اُتاری اور حضرت میکائیل علیہ السلام نے مرصع پٹی جو پیشانی پر بندھی ہوئی تھی کھول دی اِسی اثناء میں ایک ٹہنی حضرت آدم علیہ السلام کے بدن سے اُلجھ گئی، سیّدنا آدم پہلے ہی خوفزدہ خوفِ الٰہی اور خشیتِ الٰہی کے باعث حواس باختہ ہو رہے تھے اِس اُلجھاؤ سے سمجھ گئے کہ عذابِ الٰہی آ گیا، فوراً اَلْعَفْو اَلْعَفْو کہتے ہوئے نیچے کو سر جھکا لیا۔

---

[1] طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۱۰ [2] از دلاف، کھسکنا، قریب ہونا [3] ماخوذ از معرفت

ارشادِ الٰہی ہوا : آدم کیا بھاگنے کے لیے نیچے کود بک رہے ہو ؟

حضرت آدم : میرے مالک حیا کے باعث سرنگوں ہوں، تجھ سے بھاگ کر کہاں جاؤں ؟ ''

حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا :

'' آدم علیہ السلام کا بدن چھریرہ تھا، قد دراز جیسے کھجور کا تنہ، سر پر لانبے لانبے گھنے بال، جب حضرت آدم علیہ السلام سے خطا سرزد ہوئی تو اُن کی شرمگاہ نظر آنے لگی پہلے دکھائی نہیں دیتی تھی [۱] تب حضرت آدم علیہ السلام گھبرا کر جنت میں بھاگنے لگے تو ایک درخت میں اُلجھ گئے آپ نے فورًا کہا .... چھوڑ

درخت : نہیں چھوڑوں گا۔ آپ درخت کی اِسی حالی یا قالی گفتگو میں مشغول تھے کہ ندا آئی : آدم .... مجھ سے بھاگتے ہو۔

حضرت آدم علیہ السلام : '' خداوندا شرمندہ ہوں منہ چھپاتا ہوں۔'' [۲]

امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حسان بن عطیہؒ سے نقل کیا ہے کہ

'' حضرت آدم علیہ السلام جنت میں سو سال رہے اور ایک روایت میں ستر سال کا تذکرہ ہے اور جنت سے نکالے جانے پر ستر سال روئے، اپنی خطا پر ستر سال اور لڑکے کے قتل کیے جانے پر چالیس سال۔'' [۳]

سلسلۂ پیدائش :

یہ پہلے گزر چکا کہ نصِ قرآن نے حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا کے فراق کی کوئی مدت بیان نہیں کی اور نہ وضاحت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ باہمی فراق بھی ہوا تھا البتہ کچھ روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک عرصہ تک حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا کے درمیان فراق رہا، مقدارِ مدت کے بیان میں روایتوں کا اختلاف ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ایک روایت میں فراق کی مدت سو سال

---

[۱] یعنی برہنہ ہوگئے [۲] طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۹ [۳] تاریخ ابن کثیر ج ۱ ص ۸۰

بتائی گئی ہے، بہر حال دُنیا میں اجتماع ہوا تو سلسلہ ولادت شروع ہوا، ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہر مرتبہ ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوتی تھی۔ (طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۱۰)

پہلوٹا لڑکی یا لڑکا :

سب سے پہلے ''قابیل'' اور اُس کی بہن ''لبود'' پیدا ہوئے، دوسری مرتبہ میں ''ہابیل'' اور اُن کی بہن ''اَقلیم'' پیدا ہوئے، اِن کے بعد حضرت شیث علیہ السلام پیدا ہوئے اور اُن کی بہن جن کا نام ''عزورا'' تھا، حضرت شیث کا نام هِبةُ الله رکھا گیا گویا ''ہبہ'' کا لفظ ''ہابیل'' سے ماخوذ ہے کیونکہ جب حضرت شیث علیہ السلام پیدا ہوئے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بشارت دی تھی کہ خداوندِ عالم نے ہابیل کے عوض میں ہبہ فرمایا ہے۔[۱]

حضرت آدم علیہ السلام نے اِن ہی کو اپنی وفات کے وقت وصیت فرمائی تھی، حضرت شیث کی پیدائش کے وقت حضرت آدم علیہ السلام کو دُنیا میں آئے ہوئے ایک سوتیس سال گزر چکے تھے۔[۲]

شبہ شرک فی الصفات اور خداوندی تنبیہ :

ابن سعد نے ایک طویل روایت کے ضمن میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ ''اِس کے بعد پھر حضرت حوا کو اِستقرارِ حمل ہوا مگر اِس مرتبہ ان کو گرانی بہت زیادہ تھی، انہیں تعجب تھا کہ اِس مرتبہ انہیں اِس قدر گرانی کیوں ہے !

شیطان ایک مقدس شکل بنا کر سامنے آیا اُس نے دریافت کیا :

حوا تمہارے پیٹ میں کیا ہے ؟ حضرت حوا : مجھے خبر نہیں !

شیطان : مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کوئی جانور ہے ؟ حضرت حوا : شاید ایسا ہی ہو۔

چند دن بعد شیطان پھر سامنے آیا حضرت حوا کی گرانی دن بدن زیادہ ہوتی جاتی تھی شیطان نے حالت دریافت کی۔

حضرت حوا نے فرمایا : شاید آپ کا خیال صحیح ہو غالبًا کوئی جانور ہی ہے۔

---

[۱] جو شہید ہو چکے تھے جن کا تذکرہ آئندہ آئے گا۔ [۲] طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۱۴

شیطان نے کہا : اگر میں دعا کروں اور جانور انسان ہو جائے تو کیا تم اُس کا نام میرے نام پر رکھ دوگی ! حضرت حوا نے فرمایا : ضرور، اِس میں کیا خرابی ہے ؟ شیطان چلا گیا حضرت حوا نے حضرت آدم علیہ السلام سے واقعہ بیان کیا، اب آدم اور حوا دونوں کو اِس حمل کا خیال رہنا ضرور تھا اور وہ دعا مانگا کرتے تھے :

﴿لَئِنْ اٰتَیْتَنَا صَالِحًا لَّنَکُوْنَنَّ مِنَ الشّٰکِرِیْنَ﴾ ''خداوندا ! اگر آپ ہمیں اچھا لڑکا عنایت فرمائیں تو ہم شکر گزار رہوں گے۔''

خداوندِ عالم کا فضل ہوا صحیح وسالم بچہ پیدا ہوا تو شیطان حضرت حوا کے پاس پہنچا اور کہنے لگا کہ وعدہ پورا نہیں کرتیں، اِس کا نام میرے نام پر نہیں رکھا، حضرت حوا نے فرمایا تمہارا نام تو معلوم تھا ہی نہیں نام بتا دیجیے، شیطان کا نام ''عزازیل'' ہے لیکن اگر وہ یہ نام بتاتا تو حضرت حوا پہچان جاتیں لہٰذا اُس نے اپنا نام ''حارث'' بتایا چنانچہ حضرت حوا نے اِس کا نام ''عبد الحارث'' بندۂ حارث رکھا، خدا کی شان وہ لڑکا مر گیا۔[۱]

تب خداوندِ عالم کی جانب سے تنبیہ نازل ہوئی جس کا ذکر قرآنِ پاک میں اس طرح فرمایا گیا ﴿فَلَمَّا اٰتٰھُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ شُرَکَآءَ فِیْمَا اٰتٰھُمَا فَتَعٰلَی اللّٰهُ عَمَّا یُشْرِکُوْنَ﴾ [۲] ''جب خداوندِ عالم نے اُن کو اچھا لڑکا عنایت فرمایا تو خدا کے عطیہ میں وہ دوسروں کو شریک گرداننے لگے خدا کی شان اُن کے شرکا سے بہت بلند ہے۔''

---

[۱] طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۱۴، کہہ سکتے ہو کہ آج جو کچھ ہو رہا ہے فطرت نے اُس کا تخم حضرت آدم کی حیات ہی میں انسانی طبیعت میں ودیعت فرما دیا تھا مگر ابن اثیرؒ نے اِس روایت کی مخالفت کی ہے اور اِستدلال یہ ہے کہ قرآنِ پاک میں احسان فرماتے ہوئے باری تعالیٰ کا اِرشاد ہے ﴿فَبَثَّ مِنْھُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّنِسَآءً﴾ تو اب اولاد کا مرنا اِس آیت کے مقتضٰی کے خلاف ہے نیز نبوت آدم اور حضرت حوا کی نیکی اور صلاحیت اِس سے مخالف ہے حافظ صاحبؒ فرماتے ہیں کہ بظاہر آیت سے مراد خاص حضرت آدم اور حوا کا واقعہ نہیں بلکہ نوعِ انسان کی عام حقیقت بیان کرنی مقصود ہے (واللہ اعلم بالصواب)۔

[۲] سُورۃ الاعراف : ۱۹۰

حضرت آدم علیہ السلام کے بچے :

حضرتِ حوا کے بطن سے ۴۰ بچے پیدا ہوئے[۱] ایک قول ہے کہ ۱۲۰ بچے پیدا ہوئے، ہر لڑکے کے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوتی تھی، سب سے پہلے قابیل اور اُس کی بہن اقلیم اور سب سے آخر میں عبد المغیث اور بہن اُم المغیث پیدا ہوئے۔[۲]

وفات کے وقت اولادِ آدم (علیہ السلام) کی تعداد :

طبقات ابن سعد میں ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی وفات اُس وقت ہوئی جبکہ آپ کے پوتے پڑ پوتے چالیس ہزار ہو چکے اور جبکہ آپ نے اُن کو زنا اور شراب خوری میں مبتلا ہوتے دیکھ لیا یہ سب لوگ ''نوذ'' مقام پر رہا کرتے تھے جو ہندوستان میں تھا۔ (تاریخ ابن کثیر ص ۹۶)

ذرائع کسب :

حضرت موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں فرماتے ہیں جب خداوند عالم نے حضرت آدم علیہ السلام کو دُنیا میں اُتارا تو ہر ایک چیز بنانے کا طریقہ (صنعت) ان کو سکھا دی تھی اور ان کو جنت کے پھلوں کا توشہ دیا تھا چنانچہ آج یہ تمہارے وہ جنت ہی کے پھل ہیں مگر فرق یہ ہے کہ دُنیا کے پھل بدلتے رہتے ہیں (سڑ جاتے ہیں سوکھ جاتے ہیں وغیرہ) اور جنت کے پھل متغیر نہیں ہوتے۔[۳]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سب سے پہلے جو خوراک دی گئی وہ گیہوں کے سات دانے تھے جو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت آدم علیہ السلام کو مرحمت فرمائے تھے۔

حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا : یہ کیا ہے ؟

حضرت جبرئیل : یہ وہی شجر ہے جس کی آپ کو ممانعت تھی۔

حضرت آدم علیہ السلام : اب میں کیا کروں ؟

حضرت جبرئیل : زمین میں بودو، چنانچہ جبرئیل نے اِن کو زمین میں بودیا۔

---

[۱] ابن جریر، طبری، ابن اسحاق نے اُن کے نام شمار کرائے ہیں [۲] تاریخ ابن کثیر ص ۹۶

[۳] تاریخ ابن کثیر ج ۱ ص ۸۰ بحوالہ مصنف عبد الرزاق

بہر حال درخت جم آیا پھر اُس کو کاٹا پھر صاف کیا پھٹکا پچھوڑا پھر پیسا پھر گوندھا پھر اُس کی روٹی پکائی، الحاصل ایک بڑی محنت کے بعد وہ دانے پیٹ تک پہنچ سکے، قرآنِ پاک میں اِسی محنت کی طرف اشارہ کر کے فرمایا گیا تھا ﴿ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى ﴾[1] ''ایسا نہ ہو کہ شیطان تم کو جنت سے نکال دے پھر تم (جنت کی بے فکری سے) محروم ہو جاؤ۔''

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کو غیب سے اَلْمَرُّ (بیلچہ، کدال) اَلْعَلَاةُ یعنی سِندان، اَلْمِطْرَقَةُ یعنی ہتھوڑا، اَلْکَلْبَتَانِ یعنی سنڈاسی بھی دی گئی تھی، جب حضرت آدم علیہ السلام پہاڑ پر تھے جس پر اُن کو اُتارا گیا تھا تو اُنہوں نے ایک لوہے کی سلاخ دیکھی جو زمین سے نکلی ہوئی تھی جیسے کوئی درخت اُگا ہوا ہو، تو اُس کو دیکھتے ہی کہا یہ ''ہتھوڑا'' اِسی کا ہے، پھر سوکھے درخت توڑ توڑ کر سوختہ فراہم کیا اور اُس کو جلا کر لوہے کو پگھلا دیا اور چھری ڈھالی یہ سب سے پہلی چیز تھی جو بنائی گئی پھر آہنی تنور بنایا گیا یہی تنور تھا جو حضرت نوح علیہ السلام کو ترکہ میں ملا تھا اور اِسی میں طوفانِ نوح کے وقت سب سے پہلے عذاب کا چشمہ اُبلا تھا۔

لباس :

تاریخ ابن کثیر میں ہے :

وَكَانَ اَوَّلُ كِسْوَتِهِمَا مِنْ شَعْرِ الضَّأْنِ جَزَّاهُ ثُمَّ غَزَلَاهُ فَنَسَجَ آدَمُ لَهٗ جُبَّةً وَلِحَوَّاءَ دِرْعًا وَخِمَارًا . (تاريخ ابن كثير ج ۱ ص ۹۲)

''اُن کا سب سے پہلا لباس بھیڑ کے بالوں کا تھا، حضرت آدم اور حوا نے بال کاٹے پھر دونوں نے اُن کو کاتا پھر حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے لیے جبہ اور حضرت حوا کے لیے کرتا اور اوڑھنی بُنی۔''

---

[1] سُورہ طٰہٰ : ۱۱۷

ابن سعد نے اِس کی تفصیل بیان کی ہے :

''جب حضرت حق جل مجدہٗ نے آدم علیہ السلام کی برہنگی پر نظر فرمائی تو حکم فرمایا کہ آٹھ جوڑے جو آسمان سے نازل کیے گئے ہیں اُن میں سے ایک دُنبہ لیں اور اُس کو ذبح کر لیں چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام نے دُنبہ ذبح کیا اور اُس کے اُون کو حضرت حوا نے کاتا اور پھر حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا نے مل کر بُنا چنانچہ اُس میں سے حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے لیے جبہ اور حضرت حوا کے لیے کرتا اور اوڑھنی بنائی۔'' [۱]

اولادِ آدم علیہ السلام کا نکاح :

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضرت آدم علیہ السلام کے جوڑواں بچے ہوتے تھے جب اولاد بالغ ہونے لگی تو حکم نازل ہوا کہ بطنِ اوّل کے لڑکے کا بطنِ ثانی کی لڑکی سے اور بطنِ ثانی کے لڑکے کا نکاح بطنِ اوّل کی لڑکی سے کر دیں۔ (طبقات ابن سعد ص ۱۳)

اولادِ آدم کا کسب :

بڑے لڑکے نے کھیتی شروع کی، چھوٹا لڑکا بکریاں چراتا تھا۔ (طبقات ابن سعد)

بیت اللہ کی تعمیر :

وحی نازل ہوئی، آدم میرے عرش کے آس پاس میرا حرم ہے تم اس حرم [۲] کے بالمقابل زمین پر میرے لیے بیت بناؤ پھر اُس کے پاس جمع رہو جیسے کہ تم نے فرشتوں کو دیکھا ہے کہ وہ میرے عرش کے اِردگرد جمع رہتے ہیں وہاں تمہاری اور تمہاری اولاد کی دُعا قبول کی جائے گی۔

---

[۱] طبقات ابن سعد و تاریخ ابن کثیر وغیرہ۔ [۲] سوال پیدا ہوتا ہے کہ عرش کا طول وعرض زمین اور ساتوں آسمانوں سے بھی بہت زیادہ ہے جیسا کہ آیات کتاب اللہ کے اِشارات اور احادیث سے ثابت ہوتا ہے جنتیں آسمانوں کے اُوپر ہیں اور بخاری شریف کی ایک روایت میں (جو شہدا فی سبیل اللہ کے اجر وثواب اور مجاہدین فی سبیل اللہ کے مدارج کے سلسلہ میں کتاب الجہاد میں وارد ہوئی ہے) بتایا گیا ہے کہ (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

حضرت آدم علیہ السلام نے التجا کی خداوندا میں کس طرح معلوم کر سکتا ہوں کہ زمین کا کون سا حصہ حریم عرش کے مقابلے میں ہے ؟ خداوند عالم نے کچھ فرشتے بھیج دیے جو حضرت آدم علیہ السلام کو بیت اللہ (کعبہ مکرمہ) کی طرف لے چلے، اِس سفر میں جہاں جہاں کوئی اچھی جگہ نظر آتی تھی حضرت آدم علیہ السلام فرشتوں سے قیام کے لیے فرمائش کرتے، یہ تمام مقامات بڑے بڑے شہر ہوگئے اور جن جن حصوں سے گزر گئے وہ خالی میدان رہے بہر حال حضرت آدم علیہ السلام اُس مقام پر پہنچے جہاں کعبہ کی تعمیر ہونی تھی، حضرت آدم علیہ السلام نے پانچ پہاڑوں کے پتھر سے خانہ کعبہ کی تعمیر کی: طورِ سینا، طورِ زیتون، لبنان، جودی اور اُس کے کھنبے حرا پہاڑ کے پتھر سے بنائے، جب تعمیر بیت اللہ سے فارغ ہوئے تو فرشتے حضرت آدم علیہ السلام کو عرفات لے گئے وہاں اُن تمام مناسک سے مطلع کیا جن کو آج ادا کیا جاتا ہے اِس کے بعد مکہ معظّمہ میں لائے جہاں حضرت آدم علیہ السلام نے سات مرتبہ بیت اللہ کا طواف کیا پھر حضرت آدم علیہ السلام کو دوبارہ ہندوستان واپس لائے جہاں ''نوذ'' مقام پر آپ کی وفات ہوئی۔

(بقیہ حاشیہ ص ۲۱) جنت کے سو درجے ہیں اور ہر دو درجوں کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہے اس طرح پچاس ہزار سال کی مسافت صرف جنت کے درجات میں ہے، اب تیز رفتار سواری سے مسافت طے کی جائے تو ظاہر ہے کہ اِس کا اندازہ اعداد و شمار کے آخری درجہ پر پہنچے گا پھر ان تمام مسافتوں کے اُوپر عرشِ رحمٰن ہے تو اُس کا طول و عرض تو لامحالہ گنتی کے دائرہ سے خارج ہوگا تو اتنی طویل بلکہ لامحدود کے مقابلہ پر زمین کیسے آسکتی ہے حالانکہ خانۂ کعبہ کا طول و عرض تقریبًا ۱۵×۱۵ گز ہے، یہ سوال بظاہر بہت اہم ہے لیکن جب اقلیدس کے نقطۂ نظر سے غور کیا جائے تو جواب بالکل واضح ہے کیونکہ جب آسمانوں اور زمینوں کو گودی (گول) اور طِباق یعنی ایک دوسرے کے اُوپر مانا گیا ہے تو لامحالہ بڑے دائرہ کے مقابلہ پر چھوٹے دائرہ کا حصہ بہت چھوٹا ہوگا کیونکہ کسی مرکز کو جب مثلث کا نقطہ بنا کر خطوط کھینچے جائیں تو مثلث کی دو شاخیں جس قدر بڑھتی رہیں گی اُتنا ہی اِن شاخوں کے درمیان کا فاصلہ بڑھتا رہے گا مثلاً V (محمد میاں)

حج :

حضرت آدم علیہ السلام نے پاپیادہ چالیس حج ادا کیے۔ (طبقات ابن سعد)

دُنیا میں سب پہلی خونریزی : (سب سے پہلا ظالم، سب سے پہلا مظلوم اور سب سے پہلا مبناءِ فساد)

حضرت آدم علیہ السلام کا بڑا لڑکا جس کا نام ''قابیل'' بتایا جاتا ہے کھیتی کرنے لگا تھا، چھوٹا لڑکا جس کا نام ''ہابیل'' بیان کیا گیا ہے بکری چراتا تھا، کھیتی والے کی بہن خوبصورت تھی مگر اُس سے اِس کا نکاح اُس زمانہ کے قانون کے بموجب نہیں ہوسکتا تھا (جیسا کہ اُوپر ذکر کیا گیا) بکریوں والے چھوٹے لڑکے کی بہن بدصورت تھی اُس کا نکاح کھیتی والے سے ہونا چاہیے تھا مگر بڑے لڑکے یعنی کھیتی والے کی نیت میں فساد آگیا اُس نے چاہا کہ حکمِ شریعت کے برخلاف حقیقی بہن کو حبالہ عقد[۱] میں لے آئے حالانکہ یہ شکل حرام اور ممنوع تھی، اب دونوں بھائیوں میں آپس میں بحث ہوئی حضرت آدم علیہ السلام نے بتایا کہ خداوندا عالم کا حکم یہی ہے تو قابیل نے اِس کو آدم کی من گھڑت بتا کر انکار کردیا، چھوٹے بھائی یعنی ہابیل نے کہا اچھا اپنی اپنی قربانیاں پیش کریں جس کی قربانی قبول ہوجائے گی وہی اِس لڑکی کا مستحق ہوگا چنانچہ ہابیل جس کے پاس بکریاں تھیں وہ اچھی قسم کا ایک سفید دُنبہ سینگوں والا موٹا تازہ نہایت مسرت کے ساتھ قربانی[۲] کے لیے لایا اور قابیل جو کھیتی کیا کرتا تھا اُس نے تنگدلی اور کوفت کے ساتھ خراب غلہ کا ایک ڈھیر لگا دیا اور دل میں یہی خیال تھا کہ قربانی قبول ہو یا نہ ہو مجھے بہرحال حسینہ سے نکاح کرنا ہے پس دُنبہ قبول کرلیا گیا اور اُس کو خداوند عالم نے محفوظ رکھا چنانچہ روایت ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بجائے جو دُنبہ غیب سے آکر حضرت اسماعیل علیہ السلام کی جگہ ذبح ہوا تھا وہ یہی دُنبہ تھا اِس دُنبہ کو چالیس سال جنت میں بھی رکھا گیا تھا۔

---

[۱] نکاح کا بندھن [۲] اُس زمانے کا طریقہ یہ تھا کہ قربانی کا سامان میدان میں رکھ دیا جاتا تھا، ایک آگ غیب سے ظاہر ہوتی تھی جس کی قربانی کو وہ آگ جلا دیتی تھی وہ مقبول مانی جاتی تھی اور یہ بھی کہتے ہیں کہ قربانی کی چیز جلائی جاتی تھی جس کی چیز جل جاتی تھی وہ قبول مانی جاتی تھی اور جو مردود ہوتی تھی وہ نہیں جلتی تھی، بہرحال قبولیت کے پہچاننے کا جو طریقہ بھی ہو وہ زیرِ بحث نہیں ہے قرآنِ حکیم نے یہ بتایا ہے کہ ایک کی قربانی قبول ہوئی دوسرے کی قبول نہیں ہوئی۔

اب قابیل بہت جھنجلایا اُس نے کہا میں تجھے مار ڈالوں گا، ہابیل نے کہا اگر تو مجھے مارنے کو ہاتھ بڑھائے گا تو میں تیرے قتل کے لیے ہاتھ نہیں بڑھاؤں گا، قربانی پیش کرنا تو شریعت کے مطابق تھا قتل وخون شرعًا حرام ہے میں اِس کا اِرتکاب نہ کروں گا میں تو رب العالمین سے ڈرتا ہوں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کی آئندہ نسل اِسی کافر سے چلی۔ ١

شیطانی اور ربانی جذبات کی سب سے پہلی جنگ :

قرآنِ پاک میں اِس واقعہ کو اِس طرح بیان فرمایا گیا ہے :

﴿وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَیْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ ط قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ o لَئِنْۢ بَسَطْتَّ اِلَیَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِیْ مَآ اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِیَ اِلَيْكَ لِاَقْتُلَكَ ج اِنِّیْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ o اِنِّیْٓ اُرِيْدُ اَنْ تَبُوْٓاَ بِاِثْمِیْ وَاِثْمِكَ فَتَكُوْنَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ o فَطَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِيْهِ فَقَتَلَهٗ فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ﴾ (المائدہ : ۲۷ تا ۳۰)

''اور آپ (اپنی قوم کو) آدم کے دو بیٹوں کے ایک واقعہ کی خبر سنا دیجئے جبکہ دونوں نے ایک نیاز پیش کی وہ ایک سے قبول کی گئی دوسرے کی نیاز قبول نہیں کی گئی اُس نے کہا میں تجھ کو مار ڈالوں گا۔ (جس کی نیاز قبول کی گئی تھی) اُس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ صرف اُن ہی سے قبول کیا کرتا ہے جو اُس سے تقوی کریں اگر تو مجھے قتل کرنے کے لیے میری طرف ہاتھ بڑھائے گا تو میں ایسا نہیں کروں گا ٢ کہ تجھ کو

---

١ طبقات ابن سعد ۱/۱۳ ٢ شریعت اسلامیہ محمدیہ (علی صاحبہا الصلٰوۃ والسلام) میں اپنی جان کی حفاظت بھی فرض ہے اور یہ قطعاً حرام ہے کہ حملہ آور کے سامنے گردن جھکا دے ''سیر کبیر'' میں اِس کو خودکشی کا درجہ دیا گیا ہے لیکن آیتِ کریمہ نے نہایت لطیف پیرایہ میں ایک اِشارہ فرمایا ہے کہ دفاع کی صورت میں بھی مقصد دفاع ہونا چاہیے قتل کرنا مقصود نہ ہونا چاہیے چنانچہ صحیحین کی حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اِذَا تَوَاجَهَ الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا فَكِلَاهُمَا مِنْ اَهْلِ النَّارِ (بخاری شریف:۷۰۸۳) (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

قتل کرنے کے لیے ہاتھ بڑھاؤں میں اللہ رب العزت سے ڈرتا ہوں میں چاہتا ہوں کہ میرے اور اپنے گناہ کا ذمہ دار تو ہی ہو پھر تو ہی دوزخی ہوگا، ظالموں کی یہی جزا ہے۔ پس اُس کے نفس نے اُس کو اپنے بھائی کے قتل پر راضی کر دیا چنانچہ اُس نے قتل کر دیا لہٰذا زُمرۂ خاسرین میں داخل ہوگیا۔''

اب اُس کے بھائی کی نعش پڑی ہوئی ہے اُخوت کے فطری جذبات جوش مار رہے ہیں اور اُس سے زیادہ حیرانی یہ ہے کہ اِس لاش کو کیا کرے !

﴿ فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ فِى الْاَرْضِ لِيُرِيَهٗ كَيْفَ يُوَارِىْ سَوْءَةَ اَخِيْهِ ﴾ [1]

''پھر خدا نے ایک کوا بھیجا جو زمین کرید رہا تھا تاکہ اُس کو دکھا دے کہ وہ اپنے بھائی کی لاش کو کیسے چھپائے۔''

ابنِ سعد نے ذکر کیا ہے کہ یہ قتل شام کے وقت ہوا تھا وہ صبح کو دیکھنے گیا نیز یہ خیال تھا کہ اِس نعش کا کیا کیا جائے تب وہاں اُس نے کوے کو دیکھا۔

ارشادِ ربانی یہ ہے کہ کوے کے واقعہ سے سبق حاصل کر کے قابیل نے کہا :

﴿قَالَ يٰوَيْلَتٰۤى اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِىَ سَوْءَةَ اَخِىْ فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ﴾ (سُورۃ المائدہ : ۳۱)

''ہائے افسوس کہ میں اِس کوے کی برابری سے بھی قاصر رہا کہ اپنے بھائی کی لاش کو چھپا دیتا پھر وہ چھپانے لگا۔''

(بقیہ حاشیہ ص ۲۴) یعنی جب دو مسلمان تلوار لے کر ایک دوسرے کے مقابلہ پر آئیں تو قاتل اور مقتول دونوں دوزخ میں جائیں گے، صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ قاتل تو بیشک دوزخ کا مستحق ہے مقتول دوزخ میں کیوں جائے گا ؟ فرمایا اس لیے کہ جذبہ اُس کا بھی یہی تھا یہ دوسری بات ہے کہ وہ کامیاب نہیں ہوسکا پس آیتِ کریمہ نے اِشارہ فردیا کہ حفاظتِ جان کی صورت میں مقصود حفاظت اور دفاع ہونا چاہیے قتل مقصود نہ ہونا چاہیے پھر اِس کوشش حفاظت میں اگر قتل ہوجائے تو معاف ہے۔ [1] سُورۃ المائدہ : ۳۱

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک روایت یہ بھی ہے کہ ایک سال تک اور ایک روایت یہ ہے کہ سو سال تک اُس لاش کو اُٹھائے اُٹھائے پھرا اِس کے بعد کوے کے واقعہ سے سبق حاصل کیا۔ (تاریخ ابن کثیر ج ۱ ص ۹۴)

دُنیا میں پہلا دفن :

بہرحال کوے کے اِس عبرت آموز واقعہ کے بعد قابیل بھائی کی لاش کو پہاڑ کے نیچے لایا اور سپردِ خاک کیا۔

سب سے پہلے باپ کی سب سے پہلے بیٹے کو بددُعا :

حضرت آدم علیہ السلام کو اِس واقعہ کی خبر ہوئی، آپ نے قابیل سے فرمایا ''نکل جا تو ہمیشہ مرعوب رہے گا، جو تجھے دیکھے گا تکلیف پہنچائے گا۔'' چنانچہ جب قابیل کی اولاد بڑی ہوگئی تو جب بھی قابیل کے سامنے سے اُن میں سے کوئی گزرتا اِس پر پتھر پھینکتا تھا۔

قتلِ قابیل :

قابیل کا ایک لڑکا اندھا تھا وہ اپنے بیٹے کو ساتھ لیے جا رہا تھا اتفاقاً قابیل سامنے آگیا، اندھے کے بیٹے نے اندھے سے کہا کہ قابیل سامنے ہے، اندھے نے ایک پتھر اُٹھا کر قابیل کے مارا، قابیل کے پتھر ایسا لگا کہ وہ وہیں مرگیا، اندھے کے بیٹے نے جب دیکھا کہ دادا جان مرگئے تو اُس نے دہائی دی، نابینا باپ کو غصہ آگیا اُس نے بیٹے کو طمانچہ مارا یہ عجیب اتفاق تھا کہ وہ بھی طمانچہ کھاتے ہی مرگیا، اب اندھا اپنی بدقسمتی اور اِن ناگہانی حادثوں پر حیران تھا۔

باپ اور بیٹے کا قاتل :

یہ دُنیا میں سب سے پہلا شخص تھا جس نے اپنے باپ کو بھی قتل کیا اور بیٹے کو بھی، ایک کو پتھر سے دوسرے کو طمانچہ سے۔ (طبقات ابن سعد ص ۱۴)

عبرت انگیز سزا :

حضور ﷺ نے اِرشاد فرمایا دُنیا میں قتلِ ناحق کا طریقہ سب سے پہلے قابیل نے ایجاد کیا لہٰذا

جو قتل بھی دُنیا میں قیامت تک ہوگا اُس کا گناہ جس طرح قاتل پر ہوگا اُسی طرح قابیل پر بھی ہوگا کیونکہ قاعدہ ہے مَنْ سَنَّ سُنَّةً سَيِّئَةً فَعَلَيْهِ وِزْرُهَا ''جو شخص کوئی برا طریقہ ایجاد کرے تو اُس پر اِس کا بھی بار ہوگا اور پھر جتنے آدمی اُس پر عمل کریں گے اُس کا بھی بار اِس پر رہے گا۔''

ارشادِ نبوی ہے :

لَا تُقْتَلُ نَفْسٌ ظُلْمًا اِلَّا كَانَ عَلَى ابْنِ آدَمَ الْاَوَّلِ كِفْلٌ مِنْ دَمِهَا لِاَنَّهٗ كَانَ اَوَّلَ مَنْ سَنَّ الْقَتْلَ . (مسلم شريف كتاب القسامة و المحاربين رقم الحديث ۱۶۷۷)

''جب کوئی انسان ظلماً قتل کیا جاتا ہے تو آدم علیہ السلام کے پہلوٹے بیٹے پر بھی اِس کا بار پڑتا ہے کیونکہ وہ پہلا شخص ہے جس نے قتل کا طریقہ ایجاد کیا۔''

ہابیل کی قبر :

حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ دمشق کے شمالی جانب میں ''قاسیون'' پہاڑ کے پاس ایک غار ہے جس کو ''مغارة الدم'' کہتے ہیں، اہلِ کتاب کی روایت ہے کہ یہاں قابیل نے ہابیل کو قتل کیا۔

ایک عجیب خواب :

حافظ ابنِ عساکرؒ نے احمد بن کثیر کی سوانح میں بیان کیا کہ

''احمد بن کثیر کو ایک مرتبہ سردارِ دو عالم ﷺ کی زیارت ہوئی حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ، حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ اور حضرت ہابیل حضور ﷺ کے ساتھ تھے، احمد بن کثیر نے ہابیل کو قسم دے کر پوچھا یہ خون آپ کا ہی ہے ؟ حضرت ہابیل نے اِقرار کیا۔''

احمد بن کثیر فرماتے ہیں ہابیل نے خداوندِ عالم سے دُعا کی تھی کہ اِس مقام پر دُعا قبول ہوا کرے، ہابیل کی دُعا قبول ہوئی چنانچہ حضرت محمد مصطفی ﷺ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ پنجشنبہ کو اِس مقام پر جاتے ہیں۔ حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں اگر یہ خواب صحیح ہے تو اِس سے شریعت کا کوئی حکم نہیں سمجھا جاسکتا، ہاں کسی خبر کی تائید ہوسکتی ہے۔

طوفانِ نوح کی تمہید :

حضرت آدم علیہ السلام نے وصیت فرمادی تھی کہ شیث کی اولاد اولادِ قابیل کے ساتھ نہ رہے اور نہ آپس میں نکاح بیاہ ہو چنانچہ اولادِ شیث علیہ السلام نے حضرت آدم علیہ السلام کو ایک غار میں پہنچا دیا اور نگرانی کرنے لگے کہ اولادِ قابیل میں سے کوئی آکر گزند نہ پہنچادے اور یہی لوگ (اولادِ شیث) حضرت آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر دُعا کراتے اور توبہ کیا کرتے تھے۔ ایک عرصہ تک بنوشیث بنو قابیل علیحدہ علیحدہ رہے پھر شیث کی اولاد کو خیال ہوا کہ اپنے چچازاد بھائیوں کو چل کر خود دیکھیں اُن کی کیا حالت ہے چنانچہ سو آدمی روانہ ہوئے، وہاں آوارہ عورتوں نے اِن کو اپنے دام میں پھانس لیا پھر اِسی طرح سو آدمیوں کو خیال پیدا ہوا غرض اِس طرح رفتہ رفتہ حضرت شیث علیہ السلام کی ساری اولاد قابیل کی اولاد میں آملی اور آپس میں خوب ریل میل ہوگیا، شادی بیاہ ہونے لگے اور فسق و فجور عام ہوگیا یہی تھے جو طوفانِ نوح میں غرقاب ہوئے۔

حضرت شیث علیہ السلام کی اولاد میں سے ''انوش'' کو حضرت شیث علیہ السلام کی جانشینی کا شرف ملا، اولادِ انوش میں سے ''قینان'' کو پھر اولادِ قینان میں سے ''مہالیل'' کو پھر اولادِ مہالیل میں سے ''یزدٗ'' کو یا ''یازد'' کو، اِسی یزد یا یازد کے زمانہ میں بت بنائے گئے اور اسلام کے بجائے کفر و اِرتداد پھیلنے لگا۔ یزد کی اولاد میں سے حضرت نوح علیہ السلام پیدا ہوئے جن کا نام مؤرخین نے ''اِدریس'' بتایا ہے، واللہ اعلم بالصواب۔

حضرت آدم علیہ السلام کی عمر شریف :

حضرت آدم علیہ السلام کی عمر شریف نوسوچھتیس (۹۳۶) سال ہوئی۔

حضرت آدم علیہ السلام کی وفات :

حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب آدم علیہ السلام کا آخری وقت تھا تو آپ نے اپنی اولاد سے فرمایا :

'' میرا جی جنت کے پھل کو چاہتا ہے کہیں سے تلاش کر کے لاؤ ، چنانچہ کچھ لڑکے ڈھونڈنے چلے ، چلتے چلتے اُن کو فرشتے ملے ، فرشتوں نے دریافت کیا کہاں جارہے ہو ؟ لڑکوں نے ماجرا سنایا، فرشتوں نے کہا واپس جاؤ جو کچھ ہونا تھا ہو چکا ، لڑکے واپس آئے تو حضرت آدم علیہ السلام کی وفات ہو چکی تھی پھر ملائکہ آئے حضرت آدم علیہ السلام کو غسل دیا، حنوط جو ایک خاص خوشبو ہوتی ہے بدن پر لگائی ، کفن پہنایا پھر بغلی قبر کھودی پھر ایک فرشتہ آگے بڑھا اُس نے حضرت آدم علیہ السلام کے جنازے کی نماز پڑھائی ، باقی فرشتے اور آدم علیہ السلام کے لڑکے اِس کے پیچھے کھڑے ہوئے پھر حضرت آدم علیہ السلام کو دفنا دیا اور کہا کہ اے اولادِ آدم یہ ہے تمہارے مُردوں کے لیے شرعی طریقہ۔''

ایک دوسری روایت میں یہ بھی ہے کہ

'' جب فرشتے حضرت آدم علیہ السلام کی روح قبض کرنے لیے آئے اور حضرت حوا نے موت کے آثار دیکھے تو وہ حضرت آدم علیہ السلام کو چمٹنے لگیں حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا اب الگ رہو، تیرے ہی باعث مجھے دُنیا میں آنا پڑا اب تو میرے اور فرشتوں کے درمیان مت پڑ (آڑے نہ آ) اِس کے بعد آدم علیہ السلام کی رُوح قبض ہوگئی۔'' نیز یہ بھی مروی ہے کہ

'' جبرئیل علیہ السلام نے حضرت شیث علیہ السلام سے فرمایا کہ تم نمازِ جنازہ پڑھاؤ چنانچہ حضرت شیث علیہ السلام نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور تیس مرتبہ تکبیر کہی ، اِس زیادتی سے حضرت آدم علیہ السلام کا اعزا اور اجلال مقصود تھا۔ (طبقات ج ا ص ۱۵)

بہت ممکن ہے پہلے فرشتوں نے تعلیمًا سکھا دیا ہو اُس کے بعد حضرت شیث علیہ السلام سے نماز پڑھوائی گئی ہو جیسا کہ احادیث میں آتا ہے کہ جب شبِ معراج میں نماز فرض ہو چکی تو اگلے روز حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور رسول اللہ ﷺ کو دو روز تک (دس وقت کی) نماز پڑھائی جس

میں نماز کی صورت، ترکیبی اجزاء اور اوقات وغیرہ سب چیزوں کی طرف اشارہ فرما دیا اور عمل کر کے دکھا دیا پھر موقع بہ موقع اِس میں کچھ ترمیمات ہوئیں۔

نبوت آدم علیہ السلام :

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ : یارسول اللہ ﷺ سب سے پہلے نبی کون ہیں ؟

رسول اللہ ﷺ : حضرت آدم علیہ السلام

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ : کیا وہ نبی بھی تھے۔

رسول اللہ ﷺ : بیشک ایسے نبی جن کو شرفِ مکالمہ سے نوازا گیا۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ : مرسلین کتنے ہیں ؟

رسول اللہ ﷺ : تین سو پندرہ

واللہ اعلم بالصواب

(طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۱۰۰)

وفیات

۳۰ راکتوبر کو جامعۃ الحمید لاہور کے بانی و مہتمم حضرت مولانا مفتی حمید اللہ جان صاحب رحمہ اللہ طویل علالت کے بعد لکی مروت میں انتقال فرما گئے۔ اللہ تعالیٰ حضرت رحمہ اللہ کی دینی خدمات کو قبول فرمائے اور آخرت میں بلند درجات عطا فرمائے، آمین۔ اسی روز حضرت مولانا قاری مقبول الرحمٰن صاحب رحمہ اللہ بھی طویل علالت کے بعد لاہور میں انتقال فرما گئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

اللہ تعالیٰ جملہ مرحومین کی مغفرت فرما کر آخرت کے بلند درجات عطا فرمائے اور اُن کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ جامعہ مدنیہ جدید اور خانقاہِ حامدیہ میں مرحومین کے لیے ایصالِ ثواب اور دُعائے مغفرت کرائی گئی اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، آمین۔

سلسلہ نمبر : ۷ قسط : ۲، آخری

''خانقاہِ حامدیہ'' کی جانب سے انوارِ مدینہ میں شیخ الاسلام حضرت اَقدس مولانا سیّد حسین اَحمد مدنی قدس سرہ العزیز کی تقاریر شائع کرنے کا اہتمام کیا جا رہا ہے حضرتؒ کے متوسلین و خدام سے اِلتماس ہے کہ اگر اُن کے پاس حضرتؒ کی تقاریر ہوں تو اِدارہ کو اِرسال فرما کر عندالناس مشکور اور عنداللہ ماجور ہوں۔ (اِدارہ)

ولادت باسعادت سیّد الکونین رحمۃ للعالمین ﷺ کی یاد کس طرح منائی جائے ؟

مسلمانوں کی موجودہ مشکلات کا حل اُسوۂ حسنہ میں ہے

﴿ شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد صاحب مدنیؒ ﴾

مسلمان اپنے ہراس اور بے چینی کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ برادرانِ وطن ہمارے کسی نفع کے روادار نہیں ہیں وہ سرکاری محکموں میں بھی مسلمانوں کو گھسنے نہیں دیتے اور جو کوئی گھس آتا ہے اُس کو تنگ کر کے نکلوا دیتے ہیں، میونسپل وارڈ اور ڈسٹرکٹ بورڈ وغیرہ میں مسلمانوں کے نکالنے یا کمزور کرنے کی نہایت زیادہ منظم سنگھٹن قائم ہے جو ریلوے کے محکموں تار کے دفتروں وغیرہ میں بھی ہے، ہر قسم کی تجارت پر خود قبضہ کیے ہوئے ہیں، کونسلوں وغیرہ میں جو فرقہ وار نیابت قائم ہوگئی ہے اُس کو بھی ہر جگہ سے مٹانا چاہتے ہیں، صناعتوں اور زراعتوں کے بھی مرکز یہی ہیں، مردم شماری اور زمینداری میں بھی اِن کا پلہ ہر طرح بھاری ہے، بایں ہمہ مسلمانوں کی رہی سہی حالت ان سے دیکھی نہیں جاتی کسی قسم کی خیریت کے روادار نہیں، تنگدلی ایسی اُن پر سوار ہے کہ ہرگز نہیں چاہتے کہ مسلمان قوم زندہ بھی رہ جائے۔

میں ان سب گفتگوؤں کا انکار نہیں کر سکتا کیونکہ آج عام طور سے اِس قسم کے اعمال نامے اور تقریریں اور تحریریں میدان میں آچکی ہیں مگر میرا یہ سوال ہے کہ آیا اس قسم کی کارروائی غیر مسلم قوموں سے آج نئی بات ہے یا اُن کا ظرفِ تنگ ہمیشہ سے ایسا ہی کرتا رہا ہے ؟

قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

﴿ مَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ وَلَا الْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ خَيْرٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ﴾ (سُورۃ البقرۃ : ۱۰۵)

''آسمانی کتابوں کے ماننے والے اور مشرک لوگ یہ نہیں چاہتے کہ تم کو تمہارا پروردگار کسی بھلائی میں سے کوئی حصہ دے۔''

﴿ لَا يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا ﴾ (البقرۃ : ۲۱۷)

''یہ غیر مذہب والے برابر تم سے جنگ کرتے رہیں گے یہاں تک کہ اگر اُن کو طاقت ہو تو تم کو تمہارے دین سے پھیر دیں۔''

یہ دل تنگی اُن لوگوں کی نہ صرف قرنِ اوّل کے مسلمانوں ہی سے رہی بلکہ ہر قرن اور ہر ملک میں ہمیشہ یہی قصہ پیش آتا رہا، تاریخی واقعات موجود ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ اہلِ سنگھٹن اور جملہ برادرانِ وطن اپنے اتفاق سنگھٹ، مال، ہتھیاروں، کثرتِ تعداد، اخباروں، محاکم پر غلبہ اور کثرتِ تعلیم وغیرہ کی وجہ سے مظاہرہ کر رہے ہیں تاکہ مسلمانوں کے وجود اور ہستی اور قوت کو مٹا دیں اور ہر جگہ اشتعال انگیز کارروائیاں کی جاتی ہیں جن کی وجہ سے مسلمان مجبور ہو جاتے ہیں اور سربکف ہو کر میدان میں نکل پڑتے ہیں اور پھر اُن کو اپنی منظّم قوت سے پامال کیا جاتا ہے، صاف صاف کہا جاتا ہے کہ یا تو مسلمان مرتد ہو جائیں ہندو بن کر یہاں رہیں یا کم اَز کم ہندوانہ رسوم و عادات وغیرہ اختیار کر لیں ورنہ ہمارے وطن (ہندوستان) سے باہر چلے جائیں اور پھر حکومت اُن کی ہر طرح طرفداری کرتی ہے اُن کی آواز سے ڈرتی ہے اُن کو سزائیں جان بوجھ کر دینے سے گھبراتی ہے۔

میں عرض کروں گا کہ یہ اُمور بھی اسلام کے خلاف نہیں ہیں، ہمیشہ ایسے مظالم اسلام پر ہوتے رہے ہیں جنابِ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر برابر ایسے پہاڑ توڑے گئے اسلام کی تاریخ اُٹھا کر دیکھ لیجئے مکہ معظّمہ کے مشرک اور مدینہ منورہ کے منافقین و یہود اور گرد و نواح کے اعراب اور پھر بعد زمانہ نبوت دیگر ممالک کی غیر مسلم اقوام ہمیشہ اِسی قسم کے اعمال کرتی رہیں جن کی نسبت پہلے ہی سے اشارہ نہیں بلکہ تصریح کر دی گئی تھی :

﴿ لَتُبْلَوُنَّ فِیْ اَمْوَالِکُمْ وَ اَنْفُسِکُمْ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتَابَ مِنْ قَبْلِکُمْ وَمِنَ الَّذِیْنَ اَشْرَکُوْا اَذًا کَثِیْرًا وَّاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِکَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴾ [۱]

''تم ضرور بالضرور آئندہ کو اپنے مالوں اور جانوں میں آزمائے جاؤ گے (اِن دونوں کو نقصان پہنچایا جائے گا) اور ضرور تم آئندہ اُن لوگوں سے جن کو تم سے پہلے آسمانی کتاب دی گئی ہے اور اُن لوگوں سے جو کہ مشرک اور بت پرست ہیں بہت سی دل آزاری کی باتیں سنو گے اور اگر اِن مواقع پر تم صبر کرتے رہو اور (حکم الٰہی کی خلاف ورزی سے) پرہیز کرتے رہو تو یہ تاکیدی احکام میں سے ہے۔''

اس قسم کی مختلف آیتیں قرآنِ مجید میں موجود ہیں جن پر عمل کرنے کی تاکید فرمائی گئی ہے اور بتلایا گیا ہے کہ تم یہ مت خیال کرنا کہ تم بغیر اُن آزمائشوں کے جو پہلوں پر آچکی ہیں چھوڑ دیے جاؤ گے یا نجات حاصل کرسکو یا جنت میں داخل ہوسکو [۲]۔ فرمادیا گیا :

﴿ وَلَنْ تَرْضٰی عَنْکَ الْیَهُوْدُ وَلَا النَّصَارٰی حَتّٰی تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ قُلْ اِنَّ هُدَی اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰی ﴾ (سُورۃ البقرۃ :۱۲۰)

''تم سے یہودی (موسوی لوگ) اور نصاریٰ (عیسائی) کبھی راضی نہ ہوں گے جب تک کہ تم اُن کے مذہب کے تابعدار نہ ہو جاؤ۔''

﴿ اِنْ تَمْسَسْکُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ وَاِنْ تُصِبْکُمْ سَیِّئَةٌ یَّفْرَحُوْا بِهَا وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا یَضُرُّکُمْ کَیْدُهُمْ شَیْئًا اِنَّ اللّٰهَ بِمَا یَعْمَلُوْنَ مُحِیْطٌ ﴾ (سُورہ اٰلِ عمران : ۱۲۰)

''اگر تم کو کوئی اچھی بات حاصل ہو جاتی ہے (یعنی آپس میں اتفاق کا ہو جانا کسی عمدہ دُنیاوی عہدہ اور عزت و مال وغیرہ کا مل جانا) تو اُن (غیر مسلموں) کو برا معلوم ہوتا ہے اور اگر تم کو کوئی ناگوار اور بری بات پیش آتی ہے تو بہت خوش ہوتے ہیں اور اگر تم صبر و استقلال اور پرہیزگاری کے ساتھ رہو تو اُن کا مکر تم کو کچھ بھی نقصان

---

[۱] اٰلِ عمران : ۱۸۶ [۲] دیکھیے پہلا رکوع سورۂ عنکبوت اور دوسرا رکوع سورہ توبہ اور آخری حصہ سورۂ اٰلِ عمران وغیرہ

نہیں پہنچا سکتا خداوند کریم اُن کے کاموں کو گھیرے ہوئے ہے۔''

﴿ وَ اِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ عَنِ الَّذِیْۤ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْكَ لِتَفْتَرِیَ عَلَیْنَا غَیْرَهٗ وَ اِذًا لَّاتَّخَذُوْكَ خَلِیْلًا ٥ وَ لَوْ لَاۤ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَیْهِمْ شَیْـًٔا قَلِیْلًا﴾ [1]

''اور یہ (غیر مسلم) لوگ اُن احکام سے جن کو ہم نے تم پر وحی کے ذریعہ سے بھیجا ہے قریب تھا کہ بچلا دیں تاکہ آپ ہمارے اُوپر غلط بات افترا کردیں، ایسی حالت میں وہ تم کو اپنا گاڑھا دوست بنا لیتے اور اگر ہم تم کو ثابت قدم نہ رکھتے تو قریب تھا کہ اُن کی طرف کچھ نہ کچھ مائل ہو جاتے۔''

﴿ وَ قَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَاۤ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِیْ مِلَّتِنَا فَاَوْحٰۤى اِلَیْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ الظّٰلِمِیْنَ ٥ وَ لَنُسْكِنَنَّكُمُ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِیْ وَ خَافَ وَعِیْدِ ٥ وَ اسْتَفْتَحُوْا وَ خَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍ﴾ [2]

''اور کافروں نے پیغمبروں سے کہا کہ ہم ضرور تم کو اپنی زمین اور وطن سے نکال دیں گے مگر یہ کہ تم پھر لوٹ کر ہمارے مذہب میں واپس آجاؤ تو اُن کے پروردگار نے وحی بھیجی کہ ہم ضرور بالضرور ظالموں کو ہلاک کردیں گے اور تم کو اِس سرزمین میں اُن کے بعد بسادیں گے، یہ ہر اُس شخص کے لیے ہے جو کہ میرے رُوبرو کھڑے ہونے سے اور میری وعید سے ڈرے، ہر فریق نے دوسرے پر غلبہ چاہا اور جتنے ضدی سرکش تھے وہ سب ناکام و نامراد ہوئے۔''

حضرت شعیب علیہ السلام اور اُن پر تمام ایمان لانے والوں کو یہی کہا گیا کہ یا تو تم اور جو لوگ تم پر ایمان لائے ہیں ہمارے مذہب میں پھر لوٹ آؤ ورنہ ہم تم کو اپنی بستی سے نکال دیں گے، جنابِ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے تابعداروں کو بھی ڈرایا گیا جس کا متعدد مقامات میں تذکرہ کیا گیا ہے اور پھر اتنا مسلمانوں کو مجبور کیا گیا کہ حبشہ کی ہجرت واقع ہوئی اور پھر مدینہ منورہ کی ہجرت کی نوبت آئی۔

---

[1] سُورہ بنی اسرائیل : ۷۳ ، ۷۴ [2] سُورہ ابراھیم : ۱۳ ، ۱۴ ، ۱۵

﴿وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَ الْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا﴾ ۱

''اور اِسی طرح ہم نے پیدا کیے ہر پیغمبر کے لیے بہت سے دشمن شیطانوں اور جنوں میں سے، ہر ایک دوسرے کو بنائی ہوئی اور زینت دی ہوئی چکنی چپڑی باتیں بناتا تھا اور سمجھاتا رہتا تھا تاکہ دھوکہ میں ڈالے (یعنی اِسی طرح جناب ِ رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کے لیے ہر قسم کے دشمن ہیں اور وہ ہر قسم کے پروپیگنڈے اور بہتان زینت دی ہوئی باتوں سے کرتے رہتے ہیں تاکہ لوگوں کو دھوکہ میں ڈالیں)۔''

خلاصہ کلام یہ کہ جو جو مظالم آج برادرانِ وطن اور دوسرے ملکوں کے غیر مسلم لوگ اسلام پر ڈھا رہے ہیں وہ ہر زمانہ میں خدا کے سچے اور حقانی بندوں کے ساتھ کیے گئے ہیں اور خصوصًا جنابِ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ اور قرونِ سابقہ میں مسلمانوں کے ساتھ نہایت ہی زیادہ پیش آئے اِسی وجہ سے آپ فرماتے ہیں کہ اُوْذِيْتُ فِي اللّٰهِ وَمَا يُؤْذٰى اَحَدٌ ۲ جس قدر مجھ کو تکلیف پہنچائی گئیں کسی نبی کو نہیں پہنچائیں، باوجود اِن سب اُمور کے ہمیشہ حق غالب ہو کر رہا۔

آج ہم کو بھی وہی طرزِ اختیار کرنا ضروری ہے جو جنابِ رسول اللہ ﷺ نے اختیار کیا اور جو ایک مشفق ہمدرد و خیراخواہ کے لیے ضروری ہے۔ اہلِ مکہ سب سے زیادہ جور و جفا کرنے والے تھے جن کے مظالم کی داستان دفتروں میں بھی بمشکل آسکتی ہے کوئی ناروا اور بری کارروائی اُنہوں نے اُٹھا نہیں رکھی مگر جنابِ رسول اللہ ﷺ نے جب اُن سے صلح کر لی تو ایسے ایسے شرائط بھی تسلیم کر لیے جو کسی طرح بھی اسلامی خودداری کے لیے بظاہر مناسب نہ تھے۔ صلح اور آشتی کے لیے، فساد اور خون سے بچنے کے لیے، آوازِ حق بلند کرنے کے لیے، رواداری اور اخلاق کا ثبوت دینے کے لیے، اصلاح اور اَمن کے لیے، خدا اور کعبہ کے لیے اپنی ہیٹی ۳ اور بظاہر بے عزتی اور کمزوری پر دستخط کر دیے اور یہی وجہ ہے کہ آپ کے ہمراہیوں کا عام طبقہ جو جان دینے تک فقط تیار ہی نہ تھا بلکہ بیعت اور عہد و پیمان بھی کر چکا تھا

---

۱ سُورۃ الانعام : ۱۱۲ ۲ سُنن ابن ماجہ رقم الحدیث ۱۵۱ ۳ سُبکی، بدنامی

اِس صلح پر کسی طرح راضی نہ تھا مگر یہی صلح پیش خیمہ جملہ فتوحات کی ہوئی اور اِسی نے اسلام کی دھاک تمام عرب میں نہایت زور وشور سے بٹھا دی۔ قریش کی تلوار میں اِسی سے دندانے پڑ گئے نہایت زیادہ کند ہوگئی، سورۂ فتح اِسی سے واپسی پر نازل ہوئی جس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے بڑے بڑے سمجھدار جنابِ رسول اللہ ﷺ سے نہایت تعجب کرتے ہوئے پوچھنے لگے اَوَ فَتْحٌ ھُوَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ کیا یہ فتح ہے ؟ ؟ ؟ آپ نے فرمایا ہاں ! ! !

حلمِ نبوی اور اُس کا کامیاب ثمرہ :

اس سے تقریبًا دو سال کے بعد جبکہ خود ناد انانِ قریش اور اُن کے بعض خلفاء کی جانب سے بدعہدی ہوئی اور اُنہوں نے معاہدہ کی شرط کو توڑ دیا تو جنابِ رسول اللہ ﷺ نے دس ہزار نوجوانان جنگ آزمودہ کے ساتھ فوج کشی کی اور مکہ معظّمہ پر چڑھائی کا بازار گرم ہوگیا، قریش اور اہلِ مکہ کے سیاہ کارنامے جو کہ بے حد اور بے پایاں تھے ظاہر بینوں کی نظر میں، اپنی قوت اور سطوت کا مظاہرہ کرنے والوں کی نظر میں، اپنی خودداری اور انتقامی کارروائیوں کے جاری کرنے والوں کی نظر میں، ملوکیت اور شوکت و دبدبہ قائم کرنے والوں کی نظر میں تو یہ لازم تھا کہ ایک آدمی بھی مکہ والوں کا زندہ نہ چھوڑا جاتا کم ازکم یہ تو ضرور ہوتا کہ اُن کے جنگجو اور جوان آدمی بالکل قتل کردیے جاتے مگر آپ نے وہی عفو وکرم اور مشفقانہ ہمدردی سے کام لیا، عالی حوصلگی اور بے تعصبی کا ثبوت دیا، اعلان کر دیا کہ ''جس نے اپنے گھر داخل ہو کر دروازہ بند کر دیا اُس کو اَمن ہے جو مسجدِ حرام میں داخل ہو گیا اُس کو اَمن ہے جو ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کے گھر میں داخل ہوگیا اُس کو اَمن ہے وغیرہ وغیرہ۔

پھر جب آپ تمام مکہ معظّمہ پر قابض ہوگئے تو کسی کو غلام باندی بھی نہ بنایا جو کہ سب سے کم درجہ کا اُس زمانہ کے رسم و رواج کے مطابق انتقام تھا بلکہ سب کو آزاد چھوڑ دیا اور یہی وجہ ہے کہ تمام اہلِ مکہ کو ''طُلَقَاء'' کے لقب سے ملقب کیا گیا، ان لوگوں نے جب دیکھا کہ باوجودیکہ زمانہ گزشتہ میں تقریبًا بیس برس تک پیہم نہایت شرمناک اور سخت سے سخت آزاردہ جرائم ہم سے رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کے حق میں صادر ہوتے رہے تھے کسی قسم کی اذیت ہم نے اُٹھا نہ رکھی تھی مگر آنحضرت ﷺ

نے اور مسلمانوں نے قادر ہونے پر ہم سے کوئی انتقامی کارروائی نہیں کی بلکہ سب کے جرائم کو عفو کر دیا اس لیے عام لوگوں کو دینِ اسلام کی حقانیت اور رسول اللہ ﷺ کے سچے پیغمبر اور مقربِ خداوندی ہونے کا یقین ہو گیا اور باِاستثنائے چند اشخاص سب کے سب سچے دل سے مسلمان ہو گئے (وہ مستثنیٰ اشخاص بھی چند دنوں کے بعد) اسلام کی حقانیت کے سامنے سر جھکانے پر مجبور ہو گئے۔

عرب کے اطراف و جوانب کے جملہ قبائل نے جب جنابِ رسول اللہ ﷺ کی اس قسم کی کریمانہ و مشفقانہ کارروائی کو مجرموں کے ساتھ دیکھا وہ بھی سب کے سب فوجاً فوجاً دینِ اسلام کے گرویدہ اور حلقہ بگوش ہو گئے اسی لیے نواں سال ہجرت کا ''سالِ وفوذ'' کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے کہ اِس میں قبائلِ عرب نے وفود (ڈیپوٹیشن) بھیج کر اسلام کی تعلیم حاصل کی اور اُس کی حلقہ بگوشی کا اعلان کیا، غرضیکہ اس عالی ظرفی اور عالی ہمتی کی کارروائی اور بہادرانہ اخلاق نے اس طرح قلوبِ انسانی کو مسخر کر لیا کہ تمام قلمرو عرب میں بجز چند قبائل ضدی یہود کے (جو کہ خیبر، تیماء، صنعاء وغیرہ میں آباد تھے) تمام عرب مسلمان ہو گئے اور تمام سرزمینِ عرب سے توحید کے نعرے بلند ہونے لگے۔

مدینہ منورہ میں رئیس المنافقین عبداللہ بن اُبی جس کا نفاق اظہر من الشمس ہو چکا تھا اور بہت سی آیتیں اُس کے منافق اور دشمن ہونے کے ثبوت میں نازل ہو چکی تھیں اُس کے سیاہ کارناموں سے خود جنابِ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اہل و عیال اور رُفقاء کو بہت زیادہ تکلیفیں اور صدمات اُٹھانے کی نوبت آچکی تھی، جب ۸ یا ۹ ھ میں مرتا ہے تو جنابِ رسول اللہ ﷺ اُس کے لڑکے کو اپنا کرتہ اُس کا کفن بنانے کے لیے دیتے ہیں اُس کے جنازہ کی نماز پڑھاتے ہیں آپ کی بغیر خبر کے جب اُس کو لحد میں رکھ دیا جاتا ہے تو لحد میں سے نکال کر اُس کا سر اپنے گھٹنے پر رکھتے ہیں اور اُس کے منہ میں لعابِ دہن مبارک ڈالتے ہیں اور جب آپ کے معزز رفیق حضرت عمر رضی اللہ عنہ اِس اَمر میں جھگڑا کرتے ہوئے مانع ہوتے ہیں اور اُس کی دشمنی کے کارناموں کی داستان پیش کرتے ہیں تو آپ اُن کو جھڑک دیتے ہیں۔ اس عالی حوصلگی اور بے نظیر عالی ظرفی اور بہادری کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اُسی دن تقریباً ایک ہزار آدمی قبیلہ خزرج کے حلقہ بگوشِ اسلام سچے دل سے ہو جاتے ہیں۔

قبائلِ عرب اور سردارانِ عرب کے ساتھ ایسے ایسے کارنامے جنابِ رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں نے کیے اور صلیبیوں کی تفصیلی کارروائیوں کو خود عیسائی مؤرخوں سے پوچھ لیجئے۔

☆ سلطان محمد فاتح قسطنطنیہ کے کارنامے اور عیسائی بادشاہوں اور قوموں کے کارنامے ذرا غور سے ملاحظہ کر لیجئے اسپین، مالٹا، سسلی وغیرہ میں عیسائیوں نے غالب ہو کر کیا کیا کہ آج وہاں اسلام کا نام لیوا نظر نہیں آتا۔

☆ گریٹ، مقدونیہ، یونان، بلگیریا، سرویہ، مانٹی نگرو وغیرہ میں یونانیوں نے کیا کیا اور اِس کے برخلاف ترکوں نے دوبارہ قبضہ پالینے کے بعد سمرنا، استنبول، ایڈیانوپل کی عیسائی آبادی کے ساتھ کیا کیا۔

☆ دُور کیوں جاتے ہو خود سلطان عالمگیر اورنگزیب غازی پاشا مرحوم ومغفور جس کو اپنے مقاصد اور پروپیگنڈے کے لیے یورپین تاریخیں نہایت سنگدل اور متعصب بتلاتی ہیں اُس کے ہی سچے کارناموں کے سچے لکھنے والے انگریز مؤرخیں وغیرہ سے پوچھ لیجئے، کپتان الیگزنڈر ہملٹن کا سفرنامہ جو کہ اُس زمانہ میں تقریبًا پچیس برس ہندوستان میں رہا اور پھرا ہے دیکھ لیجئے کس طرح حکومت کی طرف سے آزادیٔ مذاہب کی تعریف کرتا ہے اور پادشاہی بے تعصبی اور دریا دلی کی تعریف کرتا ہے۔

☆ سیوا جی نے مسلمانوں اور اورنگزیبؒ کے جرنیل افضل خاں مرحوم کے ساتھ حکومت کے مقابلہ میں کیا کیا کارروائیاں نہیں کیں اور جب اورنگزیبؒ کے سامنے پکڑا ہوا آیا اور معافی کا خواستگار ہوا تو اُس کو عالی ظرفی اور وسیع حوصلگی ہی سے شکار کیا گیا، معاف کر کے چھوڑ دیا گیا عدل وانصاف کو بالائے طاق رکھا گیا۔

ہم اگر مسلمان بادشاہوں کی رواداری اور بے تعصبی کی تفصیل اِس جگہ پیش کریں تو بہت بڑا دفتر تیار ہو جائے اور علیٰ ہذا القیاس اِن کے مقابلہ میں ضد اور تعصب انواع واقسام کے مظالمِ وحشیانہ کی فہرست غیر مسلم قوموں کی بھی بڑے بڑے دفاتر کی محتاج ہے مگر مُشتے نمونہ اَز خروارے سلطان اورنگ زیبؒ کا مختصر سا فرمان نقل کرتے ہیں : اورنگزیب مرحوم کی متعدد ہندو مندروں کی جاگیروں کی سندیں دھات کے پتروں پر ثابت ہو کر معتبر اخبارات ورسائل میں چھپ چکی ہیں

اُردو اخبار مطبوعہ ۱۹۱۱ء میں مندرجہ ذیل ایک فارسی فرمان حضرت اورنگزیب مرحوم کا جس کو راجہ نرنجن سنگھ نے ایشیا ٹِک سوسائٹی کے ایک جلسہ میں پیش کیا تھا شائع ہوا تھا، یہ فرمان شہنشاہِ اورنگزیبؒ کی طرف سے ابوالحسن حاکم بنارس مرحوم کو سلطان محمد بہادر کی معرفت بھیجا گیا تھا اُس فرمان کا مضمون حسبِ ذیل تھا :

''ہماری پاک شریعت اور سچے مذہب کی رُو سے یہ نا جائز ہے کہ غیر مذہب کے قدیمی مندروں کو گرایا جائے، ہماری اطلاع میں یہ بات لائی گئی ہے کہ بعض حاکم بنارس اور اُس کے گردونواح کے ہندوؤں پر ظلم وستم کرتے ہیں اور اُن کے مذہبی معاملات میں دخل دیتے ہیں اور اُن برہمنوں کو جن کا تعلق پرانے مندروں سے ہے اُن کو اُن کے حقوق سے محروم کیا جاتا ہے لہٰذا یہ حکم دیا جاتا ہے کہ آئندہ سے کوئی شخص ہندوؤں اور برہمنوں کو کسی وجہ سے بھی تنگ نہ کرے نہ اُن پر کسی قسم کا ظلم کرے۔''

۲۵ رجمادی الاولیٰ ۱۰۶۵ھ

(خاتمہ پر دستخط اور مہر شہنشاہ اورنگزیبؒ ثبت ہے)

پرانے بادشاہوں اور مسلمان حکمرانوں کے کارنامے اور فرمانات اس قسم کے بیشمار ہیں، طول کی وجہ سے چھوڑنا مناسب ہے مگر ایک فرمان نمونہ کے طور پر نقل کرتا ہوں، ڈاکٹر بال کرشن راجہ رام کالج کولہارپور نے مندرجہ ذیل فارسی زبان کی ایک قدیم تحریر تلاش کی ہے۔

خفیہ وصیت ظہیرالدین محمد بادشاہ غازی (مرحوم)

بنام

شہزادہ نصیرالدین ہمایوں اطال اللہ عمرہٗ (مرحوم)

محررہ برائے استحکام واستقامت سلطنت

''اے پسر، سلطنتِ ہندوستان مختلف مذاہب سے پُر ہے اَلحمد للہ کہ اُس نے اِس کی بادشاہت تمہیں عطا فرمائی ہے تمہیں لازم ہے کہ تمام تعصّباتِ مذہبی کو لوحِ دل

سے دھوڈالو اور عدل و انصاف کرنے میں ہر مذہب و ملت کے طریق کا لحاظ رکھو جس کے بغیر تم ہندوستان کے لوگوں کے دلوں پر قبضہ نہیں کر سکتے۔ اس ملک کی رعایا مراحمِ خسروانہ اور الطافِ شاہانہ ہی سے مرہون ہوتی ہے، جو قوم یا اُمت قوانینِ حکومت کی مطیع اور فرماں برادر ہے اُس کے مندر اور مزار برباد نہ کیے جائیں، عدل وانصاف کرو کہ رعایا بادشاہ سے خوش رہے، ظلم وستم کی نسبت احسان اور لطف کی تلوار سے اسلام زیادہ ترقی پاتا ہے، شیعہ سنی کے جھگڑوں سے چشم پوشی کرو ورنہ اسلام کمزور ہو جائے گا جس طرح انسان کے جسم میں چار عناصر مل جل کر اتحاد و اتفاق سے کام کر رہے ہیں اسی طرح مختلف مذاہب رعایا کو ملا جلا کر رکھو اور ان میں اتحاد و عمل پیدا کرو تاکہ جسمِ سلطنت مختلف امراض سے محفوظ و مامون رہے، سرگزشت تیمور کو جو اتحاد و اتفاق کا مالک تھا ہر وقت پیشِ نظر رکھو تاکہ نظم و نسق کے معاملات میں پورا تجربہ ہو۔'' [1]

جنابِ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے متبعین اہلِ اسلام نے ہرگز تنگدلی، تعصب و بزدلی، فساد وغیرہ اخلاقِ قبیحہ کو اپنا معمول بہ قرار نہیں دیا اور نہ جاہل، وحشی، تنگدل، متعصب مخالفانِ اسلام کا جواب ترکی بترکی دینے کی کوشش کی بلکہ اُنہوں نے قوانین الٰہیہ کو پیشِ نظر رکھا، اصلاحِ عالمِ انسانی اور ہمدردیٔ بنی آدم کو خدا کی رضا جوئی اور خوشنودی کو ہمیشہ مقصودِ اصلی سمجھتے رہے اور یہی وجہ ہے کہ جب مکہ معظّمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے ہیں تو آپ کے ہمراہ فقط ایک رفیق جان قربان کرنے والا تھا اور جب سات برس کے بعد مکہ معظّمہ پر چڑھائی فرماتے ہیں تو آپ کے ساتھ دس ہزار آزمودہ کار جانثار سپاہی تھے اور جب وفات کے قریب تبوک پر چڑھائی کرتے ہیں تو تقریبًا ایک لاکھ پچیس ہزار جانثار آپ کے ہمراہ ہیں۔

---

[1] روزنامہ خلافت

خلاصہ یہ کہ جنابِ رسول اللہ ﷺ نے کفر وضلالت کے مقابلہ کے لیے نورِ الٰہی اور سچے دین وحقانیت کے پھیلانے کے لیے تین تلواریں تیار کیں :

(۱) اوّل خداوندی اور آسمانی تلوار یعنی پوری کوشش فرماتے رہے کہ پروردگارِ عالم کے سچے مطیع ہوکر اُس کو اپنے سے خوش اور اپنا دونوں جہان میں مددگار اور آقا بنالیں اور اُس کی توجہ اور عنایت کو اپنی طرف کھینچ لیں اور اِس کے لیے تعلق خلق باخلق کو ہمیشہ منظّم فرماتے رہے جس کی وجہ سے آیت ﴿ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ﴾ [۱] ''یہ اس لیے کہ خدا ایمان والوں کا آقا اور مددگار رہے اور کافروں کا کوئی آقا اور مددگار نہیں'' ﴿فَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰكُمْ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَ نِعْمَ النَّصِيْرُ﴾ [۲] ''اے مسلمانو ! جان لو کہ خدا تمہارا آقا اور مددگار ہے پس اچھا آقا اور مددگار ہے وہ'' اور اس کی امثال نازل ہوئیں جن میں پورا یقین دلایا گیا کہ خداوند کریم تم لوگوں کا مددگار اور ہر طرح معاون ہے۔

(۲) دوسری تلوار اخلاقی اور رُوحانی تھی جس کے ذریعہ سے صرف اپنے متبعین کی اخلاقی کیفیت درست نہیں کی گئی بلکہ جملہ ہمسایہ اور مخالفین کو اپنا محبّ اور مطیع بنایا گیا اور بہت تھوڑی سی مدت میں پورب، پچھّم، اُتّر، دَکّھن [۳] جہاں جہاں وہم وگمان بھی نہ ہوتا تھا وہاں وہاں اسلام کا پرچم لہرانے لگا۔

ہم سمجھتے ہیں کہ ظالم کو معاف کردینے اور برائی کا بدلہ برائی اور سختی سے نہ دینے سے ہماری ذلت اور کمزوری ہوجاتی ہے اور دشمن قوی ہوجاتا ہے مگر قرآنِ پاک وہ تعلیم دیتا ہے جو اِس کے ماسوا ہے

﴿وَلَا تَسْتَوِى الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ط اِدْفَعْ بِالَّتِىْ هِىَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِىْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِىٌّ حَمِيْمٌ﴾ (سُورہ حٰمٓ السجدہ : ۳۴)

''بھلائی اور برائی دونوں برابر نہیں ہیں، برائی کو بھلائی سے دفع کیجئے (اور سختی کا بدلہ نرمی سے دیجیے) تو جس شخص کی تم سے سخت عداوت تھی وہ مثل خالص دوست اور مددگار کے ہوجائے گا۔''

---

[۱] سُورہ محمد : ۱۱ [۲] سُورۃ الانفال : ۴۰ [۳] مشرق، مغرب، شمال، جنوب

جنابِ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں :

مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَالٍ ، وَمَا زَادَ اللّٰهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ اِلَّا عِزًّا ، وَمَا تَوَاضَعَ اَحَدٌ لِلّٰهِ اِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ . (مسلم شریف کتاب البر والصلة رقم الحدیث ۲۵۸۸)

''خیرات مال کو کم نہیں کرتی اور معاف کرنے سے اللہ تعالیٰ بندہ کو عزت (ہی) میں بڑھاتا ہے اور کسی شخص نے اللہ کے لیے فروتنی اختیار نہیں کی مگر اللہ تعالیٰ اُس کو بلند کرتا ہے۔''

الحاصل عفو اور کرم ذلیل کرنے والی چیزوں میں سے نہیں ہے اگرچہ سرِ دست اِس میں ذلت معلوم ہوتی ہے مگر نتیجہ اِس کا نہایت شاندار اور عزت افزا ہوتا ہے۔

ہم نے جنابِ رسول اللہ ﷺ کے دو نمونے ایک اہلِ مکہ کے ساتھ اور دوم رئیس المنافقین کے ساتھ جو کہ بعد فرضیتِ جہاد ہوئے پہلے ذکر کر دیے ہیں اور کتبِ تاریخ میں ایسے ایسے وقائع بیشمار ہیں اُن سب میں ہمیشہ عزت زیادہ ہی ہوئی۔ ہم سمجھتے ہیں کہ غیر اقوام اور مخالفین کی اشتعال انگیز کارروائیوں کے جواب میں اگر ہم نے سختی اور تشدد سے کام نہ لیا تو ہماری خودداری اور قوت رفو چکر ہو جائے گی اور اِسی بنا پر ہم اپنے قبضہ اور اختیار سے باہر ہو جاتے ہیں، غیظ و غضب میں حسن تدبیر اور حلم و تدبر کو سلام کر بیٹھتے ہیں مگر جنابِ رسول اللہ ﷺ کی تعلیم اِس کے خلاف ہے آپ فرماتے ہیں : لَيْسَ الشَّدِيْدُ بِالصُّرْعَةِ اِنَّمَا الشَّدِيْدُ الَّذِیْ يَمْلِكُ نَفْسَهٗ عِنْدَ الْغَضَبِ.[1] ''وہ لوگ قوی نہیں ہیں جو کہ اپنے حریف اور مقابل کو پچھاڑ دیتے ہیں اور گرا دیتے ہیں، قوی وہ شخص ہے جو کہ اپنے نفس کو غصہ کے وقت قابو میں رکھے۔''

یہ روحانی تلوار تھی جس نے اِدھر اپنوں کو مہذب، خدا پرست، قابلِ حکومت و ریاست بنا دیا اور اُدھر غیروں کو اِسلام کا نام لیوا اور حلقہ بگوش کر دیا۔ ہم اس میدان میں اگر دسواں یا بیسواں حصہ بھی آپ کے اخلاق و کرم کا حال لکھیں تو نہایت طویل دفتر تیار ہو جائے، جنابِ رسول اللہ ﷺ کی قولی اور عملی حدیث اور قرآن شریف کی آیتیں اِس پر پوری روشنی ڈال رہی ہیں۔

---

[1] بخاری شریف کتاب الادب رقم الحدیث ۶۱۱۴

(۳) تیسری تلوار جنابِ رسول اللہ ﷺ کی مادّی تھی جس میں نہایت متانت اور استقلال کے ساتھ ہر قسم کی تقویت کی کوشش کی گئی، اقوام اور قبائل، افراد اور اشخاص کو مجتمع کیا گیا اُن کی آپس کی دشمنی اور عداوت دُور کی گئی اُن میں اتحاد اور اتفاق کی رُوح پھونکی گئی، ایسے ایسے قوانین اور احکام بنائے گئے جن سے شقاق و نفاق دُور ہو محبت اور ہمدردی بڑے پیمانہ پر رُونما ہو، صنعت اور تجارت تعلیم و تربیت وغیرہ کو ترقی دی گئی، فنونِ جنگ کی تعلیم اور آلاتِ جنگ کی افزونی کی کوشش کی گئی، کہیں فرمایا گیا :

﴿ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ ﴾ (سُورۃ الانفال : ۴۶)

''آپس میں جھگڑے مت کرو، ورنہ تم نامردے اور بزدلے ہو جاؤ گے اور تمہاری بندھی ہوئی ہوا بگڑ جائے گی۔'' کہیں فرمایا گیا :

﴿ وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّ مِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ ﴾ (سُورۃ الانفال : ۶۰)

''تم اپنے مخالفین اور دوسری اقوام کے لیے جہاں تک تم سے ہو سکے قوت کی چیزیں اور سواریوں کی اشیا تیار کرو جن کے ذریعہ سے تم خدا کے دشمنوں اور اپنے دشمنوں اور دوسری قوموں کو ڈراتے رہو۔'' کہیں فرماتے ہیں :

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا ﴾ (سُورۃ الانفال : ۴۵)

''اے ایمان والو ! جب تمہاری کسی جماعت سے مڈبھیڑ ہو جائے اور جنگ میں مقابلہ پر آ جاؤ تو ثابت قدم ہو جاؤ اور وہیں ڈٹ جاؤ۔''

اور اِس کے بعد دوسری ضروریاتِ جنگ اور طرقِ فتح یابی ذکر کیے گئے ہیں غرضیکہ ایسی ایسی مادّی قوتوں کی بہت سی تعلیمات ہیں جن کے ذریعہ سے وہ رعب خداوند کریم نے مسلمانوں کا پیدا کر دیا تھا کہ حدودِ اسلام سے ایک ایک ماہ پر رہنے والی بادشاہتیں ڈرتی تھیں نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيْرَةَ شَهْرٍ[1] ''میں ایک مہینہ تک کی دُوری تک رعب اور ہیبت پڑنے کے ذریعہ سے مدد کیا گیا ہوں۔''

---

[1] بخاری شریف کتاب الصلاۃ رقم الحدیث ۴۳۸

ظفر مندی کے طریقے :

آج ہم مسلمانوں کو ضرورت قوی ہے کہ اِن تینوں قوتوں کو پیدا کریں اور فضول و بے معنی ہنگامہ آرائیوں کو یک قلم ترک کر دیں، جو چیزیں دین میں سے نہیں ہیں اُن کو دینی بنا کر اُس کی آڑ میں اپنے آپ کو اور اپنی پوزیشن کو برباد نہ کریں۔ تعزیہ کی دھجیاں یا عَلَم کے بانس یا محرم کے جلوس یا باجہ سے مسجد کی نام نہاد تذلیل و توہین وغیرہ پر جنگ و جدال ترک کر دیں اور اپنی عزت و خودداری کے قیام و اثبات کے لیے حقیقی قوت اور جنابِ رسول اللہ ﷺ کے اور قرونِ اُولیٰ کے مسلمانوں کے اعمال نامہ کو ذریعہ کار بنائیں، اشتعال میں نہ آئیں، غضب و غیظ میں عقل کے حکم سے باہر نہ ہوں، اخلاق اور وسیع حوصلگی کو ہاتھ سے نہ جانے دیں اور اپنے آپ کو اُسی طرح تینوں تلواروں سے مزین کرلیں جن کو رسول اللہ ﷺ نے استعمال کیا تھا لہٰذا مندرجہ ذیل تجاویز پر بہت جلد عمل درآمد ہونا ضروری ہے :

(۱) نماز اور جماعت کی پوری پابندی کی جائے اور نہایت شدت کے ساتھ کی جائے۔

(۲) ہر محلّہ اور ہر بستی میں کوشش کی جائے کہ کوئی شخص بے نمازی باقی نہ رہ جائے۔

(۳) شریعت کی جملہ اُمور میں پابندی کی جائے اور لوگوں کو پابند بنایا جائے۔

(۴) تعلیم کو جس میں مذہبی ضروریات اور دُنیاوی لوازم ہوں نہایت عموم کے ساتھ اشاعت دی جائے اور کم از کم بکثرت ابتدائی مکاتب قائم کیے جائیں۔

(۵) بیاہ شادی کی فضول خرچیاں یک قلم بند کر دی جائیں اور ایسے قوانین مراسم شادی کے لیے بنائے جائیں جن کے ادا کرنے میں ہر قوم اور ہر خاندان کے غریب آدمی قرض دار نہ ہوں۔

(۶) غمی کے لیے ایسے قوانین بنائے جائیں کہ اُن میں قرض داری کی نوبت نہ آئے اور اسی طرح ختنہ اور عقیقہ وغیرہ کے مصارف تقریبًا بالکل بند کر دیے جائیں۔

(۷) مقدمہ بازی اور اُس کی فضول خرچیاں بند کر دی جائیں اور جہاں تک ہو سکے ہر محلّہ اور ہر قوم کے پنچ فیصلے کرا دیا کریں یا صلح کرا دیں۔

(۸) لڑکوں اور لڑکیوں کو جوان ہوتے ہی جلد از جلد بیاہ دیا جائے۔

(۹) رانڈ عورتوں کو حتی الوسع بلا شادی نہ چھوڑا جائے۔

(۱۰) بچپن کی شادی ترک کردی جائے۔

(۱۱) ہر قسم کی تجارت کے شعبوں میں مسلمان مکمل حصہ لیں، کوئی شعبہ ایسا نہ رہے جس میں مسلمانوں کی تجارت پورے پیمانہ پر نہ ہو۔

(۱۲) مسلمان افراد حتی الوسع کوشش کریں کہ وہ اپنی جیب کے پیسہ سے مسلمانوں ہی کو نفع پہنچائیں اُن ہی سے مال خریدیں۔

(۱۳) سودی قرضہ یک قلم بند کردیا جائے۔

(۱۴) مسلمان حتی الوسع کوشش کریں کہ جو فنون سپہ گری قانوناً جائز ہیں اُن میں پورے مشاق ہوں۔

(۱۵) مسلمانوں میں آپس کے اختلافات بالکل دُور کردیے جائیں اور مذہب کی حفاظت اور مسلمانوں کی کمزوری کے دُور کرنے میں باہم پورے متحد ہو جائیں خواہ اُن کا اختلاف مذہبی ہو یا سیاسی، دُنیاوی ہو یا دینی، شخصی ہو یا قومی، وغیرہ وغیرہ۔ اِس کا مطلب یہ نہیں کہ اِن کے عقائد مختلفہ کا اِزالہ کردیا جائے جو تقریبًا ناممکن ہے بلکہ اگر وہ دُور نہ ہو سکیں تو باوجود اُن کے موجود ہونے کے آپس میں پورا اتفاق کرلیا جائے اور رواداری کو کام میں لایا جائے تاکہ اسلام کی کمزوری دُور ہو جائے۔

(۱۶) فضول جھگڑے نہ اُٹھائے جائیں اور ہنگامے برپا نہ کیے جائیں، اگر غیر مذہب والے ایسی چیزوں میں جو کہ ہم کو مذہبًا لڑائی اور جنگ پر مجبور نہیں کرتی ہیں، رواداری یا انصاف یا ہماری دلجوئی کا ثبوت نہ دیں تو ہم برسرِ پیکار نہ ہوں۔

(۱۷) اگر مذہب کی ضروریات پر جن پر جان دے دینا ضروری ہے کوئی غیر مذہب دخل دے تو پوری اجتماعی اور اتحادی قوت کے ساتھ مدافعت کی جائے۔

(۱۸) چونکہ اقوامِ غیر، اشتعال پیدا کر کے عوام مسلمانوں کو ہر طرح کے ضرر پہنچاتے ہیں بلکہ بسا اوقات بھیس بدل کر اور غلط افواہوں کے ذریعہ سے عام مسلمانوں میں غم و غصہ اور ہنگامہ آرائی

پھیلاتے ہیں جیسا کہ کلکتہ اور دوسرے مقامات میں مشاہدہ ہوا ہے اس لیے باقاعدہ انتظام کیا جائے اور جب تک کہ سمجھ دار لوگ حکم نہ دیں کوئی کارروائی نہ کی جائے ، ہر فرقہ اور ہر قوم میں انتظام کیا جائے اور اُن کو منظّم طریقہ پر ہر کام کے لیے تیار کیا جائے۔

(۱۹) ہر جگہ والنٹیر کور[1] قائم کی جائیں اور باقاعدہ اُن میں ہر قسم کا انتظام کیا جائے۔

(۲۰) اگر غیر مسلم اقوام مسلمانوں پر دست اندازی کریں تو حتی الوسع عفو اور عالی حوصلگی سے کام لیا جائے مگر اپنی قوت ہر ضلع اور ہر صوبہ میں مکمل طریقہ پر منظّم ہو اور جب تک سخت مجبوری لاحق نہ ہو جنگ کو ظاہر نہ ہونے دیا جائے اور اپنی تنظیم ایسی کر لی جائے کہ غیر مرعوب ہو جائے۔

(۲۱) اسلام کی اشاعت میں پوری کوشش کی جائے اور نہایت مشفقانہ اور ناصحانہ طریقہ پر لوگوں کو اسلام کی طرف بلایا جائے۔

(۲۲) جو لوگ مسلمانوں میں مشرکانہ رسوم کے پابند ہیں اور غیروں کے پڑوس کی وجہ سے قواعد اسلام میں کمزور ہیں اُن کو راہِ راست پر لایا جائے اور نہایت نرمی اور محبت سے اُن کو درست کیا جائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ.

قارئین اَنوارِ مدینہ کی خدمت میں اپیل

ماہنامہ اَنوارِ مدینہ کے ممبر حضرات جن کو مستقل طور پر رسالہ اِرسال کیا جا رہا ہے لیکن عرصہ سے اُن کے واجبات موصول نہیں ہوئے اُن کی خدمت میں گزارش ہے کہ اَنوارِ مدینہ ایک دینی رسالہ ہے جو ایک دینی اِدارہ سے وابستہ ہے اِس کا فائدہ طرفین کا فائدہ ہے اَور اِس کا نقصان طرفین کا نقصان ہے اِس لیے آپ سے گزارش ہے کہ اِس رسالہ کی سرپرستی فرماتے ہوئے اَپنا چندہ بھی اِرسال فرمادیں اَور دیگر اَحباب کو بھی اِس کی خریداری کی طرف متوجہ فرمائیں تاکہ جہاں اِس سے اِدارہ کو فائدہ ہو وہاں آپ کے لیے بھی صدقہ جاریہ بن سکے۔ (اِدارہ)

[1] رضا کار دستے

حافظ لدھیانوی

نعت النبی ﷺ

ظلمت کے پردے چاک ہوئے ، اے شمعِ نبوت کیا کہنا
قربان ترے اے مہر مبیں ، اے نورِ ہدایت کیا کہنا
اس وادیٔ عشق و مستی میں ، کچھ ہوش و خرد کا کام نہیں
ہر گام ہے رہبر ذوقِ جنوں ، اے جذبِ محبت کیا کہنا
سب کو ہے ترے جلووں کی لگن ، ہر دل ہے تری یادوں میں مگن
ہے تیری سخا دامن دامن ، سب پر ہے عنایت کیا کہنا
ہے ذکر ترا محفل محفل ، ہے موجِ کرم ساحل ساحل
ہے ساتھ مرے منزل منزل ، یہ درد کی دولت کیا کہنا
تاباں ہیں تجھی سے شمس و قمر ، تابندہ ہے تجھ سے رُوئے سحر
اے زینتِ بزمِ کون و مکاں ، اے نور و لطافت کیا کہنا
وہ پیکرِ خلق مجسم ہیں ، وہ راحت ہر دو عالَم ہیں
ہر دل میں بسی ہے یاد اُن کی ، ہر دل کی ہیں راحت کیا کہنا
وہ مصحفِ رُخ سبحان اللہ ، گیسوئے دوتا اللہ اللہ
وہ قامتِ زیبا صل علیٰ ، وہ آیۂ رحمت کیا کہنا
معراج کا رُتبہ اُن کو ملا ، ہیں ختم رُسل محبوبِ خدا
پڑھتے ہیں سبھی اُن کا کلمہ ، یہ شان یہ عظمت کیا کہنا
حافظؔ بھی ثناء خواں ہے اُن کا ، مدّاحِ نبی منصب ہے ملا
اے ابرِ کرم سبحان اللہ ، یہ شانِ سخاوت کیا کہنا

قسط : ۸، آخری

فضائل کلمہ طیبہ اور اُس کی حقیقت

﴿ حضرت مولانا محمد اِدریس صاحب اَنصاری رحمة اللہ علیہ ﴾

کلمہ طیبہ پڑھنے والوں کے چند سچے واقعات :

(۱) منتخب النفائس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کا واقعہ لکھا ہے کہ ایک شخص ۴۸۰ برس تک کفر و بت پرستی میں مبتلا رہا، توفیقِ ایزدی نے دستگیری فرمائی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُوْسٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ پڑھا، اِدھر کلمہ پڑھا اُدھر جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا کہ اے موسیٰ رب العزت نے ایک دفعہ کلمہ پڑھنے کے سبب اِس شخص کے ۴۸۰ برس کے سارے گناہ معاف کردیے۔

(۲) ایک روز کا واقعہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کو خبر دی گئی کہ فلاں انصاری جو صحابی ہیں حالتِ نزع میں مبتلا ہیں، آپ سنتے ہی اُن صحابی کے مکان پر رونق افروز ہوئے، دیکھا کہ واقعی نزع کی حالت میں ہیں، آپ نے فرمایا خدا کے بندے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہْ پڑھ لے کیونکہ مَنْ کَانَ آخِرُ کَلَامِہٖ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دَخَلَ الْجَنَّةَ یعنی آخری وقت لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھنا جنت میں جانے کی علامت ہے۔ اِرشادِ گرامی سن کر ہر چند اُن صحابی نے چاہا کلمہ پڑھوں لیکن زبان کی طاقت گویائی جواب دے چکی تھی، مجبور ہو کر آسمان کی طرف شہادت کی اُنگلی اُٹھائی اور اشارہ سے آسمان کی طرف منہ اُٹھا کر ہونٹوں کو جنبش دی، اُس وقت رسول اللہ ﷺ مسکرائے، صحابہ نے مسکرانے کی وجہ دریافت کی، آپ نے فرمایا کہ میں نے اِس سے جب کلمہ طیبہ کی بابت کہا تو یہ بے چارہ کلمہ نہیں پڑھ سکا اور اپنے پاس والوں کو گواہ نہ بنا سکا تب اِس نے ناچار ہو کر آسمان کی طرف اشارہ کیا اور آسمان والے کو اپنا گواہ بنایا، اِدھر اِس نے آسمان کی طرف اُنگلی اُٹھائی فوراً رب العزت کی طرف سے فرشتوں کو ندا ہوئی کہ اے فرشتو دیکھو جب میرے بندہ کی زبان بند ہوگئی اور وہ اپنی زبان سے کسی کو اپنے کلمہ کا گواہ

نہ بنا سکا تب اُس نے ہماری طرف رجوع کیا کیونکہ ہم دل کی باتوں سے بھی واقف ہیں ﴿یَعْلَمُ مَا تُکِنُّ صُدُوْرُھُمْ وَمَا یُعْلِنُوْنَ﴾ ہم کو اُس نے کلمہ کو گواہ بنایا ہے لٰہذا اے فرشتو ہم تم کو گواہ بناتے ہیں کہ ہم نے اِس بندہ کے تمام گناہ معاف کیے وہ ہمارا بندہ ہے ہم اُس کے خدا ہیں۔

شرح مواہبِ لدنیہ میں ہے ابوسعید مقبریؒ فرماتے ہیں کہ میں بعض جزیروں کی سیر کو گیا، وہاں میں نے ایک عظیم الشان درخت دیکھا جس کے بہت سبز رنگ کے پتے تھے، پتوں کے بیچ میں ہر پتہ پر سفید حرفوں میں کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھا ہوا تھا۔

حضرت حمزہ زیّاتؒ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں کوفہ کی ایک ویران جگہ شب باش ہوا جب بہت سی رات گزر گئی تو دو جن ڈراؤنی شکل کے جو نہایت خبیث تھے اُسی کھنڈر میں آئے، ایک نے دوسرے سے کہا یہ وہی شخص ہے جو کوفہ کے لوگوں کو قرآن پڑھاتا ہے اِس کو آج قتل کروں گا، دوسرے نے کہا کیوں ؟ اُس نے کہا تم کو کیا پڑی ہے، آج یہ بچ نہیں سکتا۔ اور وہی جن میرے قتل کے اِرادے سے میرے پاس آیا، میں اِن دونوں کی گفتگو سن رہا تھا اور اُس کے ارادہ سے میں واقف تھا، میں نے فورًا آیت ﴿شَھِدَ اللّٰہُ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ وَ الْمَلٰٓئِکَۃُ وَ اُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ ط لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ﴾ پڑھی وہ قاتل جن عاجز اور ذلیل ہو کر واپس ہو گیا اور باوجود اپنی پوری کوشش کے مجھے قتل نہ کر سکا، دوسرے جن نے کہا تم اِس کو قتل کرنا چاہتے تھے اب اِس کلمہ کی وجہ سے تمہارے ذمہ صبح تک اِس کی حفاظت اور چوکیداری ضروری ہو گئی اور اب کسی حال میں بھی ہم یہاں سے نہیں جا سکتے، جبرًا وقہرًا اِس کی حفاظت کرو اور اِس کا پہرہ دو، یہ شخص اللہ کی حفظ واَمان میں آ گیا ہے کیونکہ اِس نے ایسی آیت پڑھی ہے کہ ہر شے پر اِس کی حفاظت ضروری ہو گئی۔

(۴) تفسیر کبیر میں ایک حاجی صاحب کا واقعہ لکھا ہے کہ عرفات کے میدان ہیں سات کنکریاں لے کر اُن کنکریوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگے : اے کنکریو ! میں تمہیں اپنے کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا گواہ بناتا ہوں پھر اُس شخص نے کنکریوں کو میدانِ عرفات میں پھینکا، رات کو خواب میں دیکھا کہ میدانِ حشر قائم ہے ہر ایک شخص کے نیک اور بد اعمال تولے جاتے ہیں، جس وقت

میرے اعمال تولے گئے تو میرے گناہ زیادہ وزنی نکلے اور نیکیاں کم ہو گئیں، حکمِ الٰہی ہوا کہ اِس کو دوزخ میں لے جاؤ، حکم سنتے ہی ملائکہ مجھے دوزخ کی طرف لے چلے مگر میں نے دوزخ کو دیکھا کہ ساتوں دروازوں پراُس کی ایک ایک سِل حائل ہے، جہنم کی نگرانی کرنے والے فرشتوں نے بہت زور لگایا کہ اِس کو ہٹا دیں مگر وہ سِل کسی صورت میں اُن سے نہ ہٹ سکی، مجبور ہو کر فرشتوں نے مجھے عرشِ الٰہی کے نیچے پہنچا دیا وہ کنکریاں میرے ساتھ بارگاہِ الٰہی میں پہنچیں اور میری سفارش کرنی شروع کر دی حتی کہ رب العالمین نے مجھے بخش دیا اور فرمایا کہ اِس کو جنت میں لے جاؤ، یہ حکم سن کر وہ کنکریاں دوڑیں اور مجھ سے پہلے جنت کے دروازوں پر پہنچ گئیں، ساتوں دروازوں پر وہ کنکریاں مجھے پکارنے لگیں کہ تو نے ہمیں اپنے کلمہ کا گواہ بنایا تھا آج تو اِس دروازے سے جنت میں داخل ہو جا، دوسری کنکری کہتی تھی کہ اِس دروازے سے آیئے اور جنت میں داخل ہو جایئے غرضیکہ ساتوں کنکریاں اِسی طرح اپنی اپنی طرف سے آنے کی دعوت دیتی تھیں اتنے میں میری آنکھ کھل گئی اور دن بھر میری طبیعت اِس منظر کو دیکھ کر مسرور رہی۔

(۵) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھنے والوں کی جماعت اپنے گناہوں کے سبب جہنم میں داخل کی جائے گی، اتفاقاً یہود و نصاریٰ اور مشرکین ایک روز جہنم میں اُس جماعت کو دیکھ کر طعنہ دیں گے کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ آج تمہارے کچھ بھی کام نہیں آیا، ہم لوگ تو اِس کے قائل نہیں تھے پھر ہمارا اور تمہارا جہنم کی آگ میں جمع ہونا کیا معنی رکھتا ہے لہٰذا ہم اور تم اے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے پڑھنے والو برابر ہو گئے۔ حضور ﷺ عالی اِرشاد فرماتے تھے کہ جب یہ طعنہ کفار کی جانب سے دیا جائے گا تو فوراً ہی رحمتِ الٰہی جوش میں آئے گی اور ارشاد ہوگا کہ آج ہمارے کلمہ کو کفر کے برابر کر دیا گیا، اے جبرئیل جلدی جاؤ دیکھو ہمارے کلمہ پڑھنے والے گناہگاروں کا جہنم میں کیا حال ہو چکا ؟ جبرئیل عرض کریں گے خداوندا تو اُن کے حال سے اچھی طرح واقف ہے آج کیا وجہ ہوئی جو اِن خطا کاروں کی طرف نظرِ رحمت مبذول ہوئی ؟ اِرشاد ہوگا کہ اے جبرئیل بات یہ ہے کہ آج کفار نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھنے والوں کو اِس ہمارے کلمہ کا طعنہ دیا ہے اب کلمہ پڑھنے والوں کے لیے وہ وقت قریب ہے کہ عام معافی کا اعلان کر دیا جائے، یہ اِرشاد سن کر

جبرئیلِ امین دوزخ کی طرف روانہ ہوں گے، مالکِ (داروغہ) دوزخ حضرت جبرئیل علیہ السلام کو تشریف لاتے ہوئے دیکھ کر دریافت فرمائیں گے: فرمائیے جناب آج کیسے تشریف آوری ہوئی ؟ جبرئیل علیہ السلام مالک سے پوچھیں گے بتلاؤ تو سہی کلمہ پڑھنے والوں کا کیا حال ہے ؟ مالک کہیں گے کچھ نہ پوچھیے اِن کی حالت نہایت ابتر ہے، ایک تو تنگ مکان میں مقید ہیں دوسرے آگ نے اُن کے جسم کو جلا ڈالا ہڈیاں راکھ ہوگئیں اور آگ نے اُن کا کچھ بھی باقی نہیں چھوڑا صرف اُن کی زبان اور دل محفوظ ہے۔

یہ سن کر جبرئیل علیہ السلام فرمائیں گے اچھا، دوزخ یعنی خدائی جیل خانہ کا دروازہ کھولو تاکہ میں بھی معائنہ کرلوں، مالک یہ سنتے ہی جہنم کا دروازہ کھولیں گے اور سر پوش اُٹھا دیں گے اُسی وقت جبرئیل علیہ السلام ملاحظہ کرنے کے لیے مالک کی ہمراہی میں تشریف لے جائیں گے، احکم الحاکمین کے سزا یافتہ قیدی جبرئیل علیہ السلام کی نورانی شکل دیکھ کر مالک سے پوچھیں گے یہ کون ہیں ؟ ہم نے آج تک ایسی نورانی شکل کبھی نہیں دیکھی، مالک اُن کو جواب دیں گے کہ یہ جبرئیلِ امین ہیں جو سب سے آخر میں خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کے پاس وحی لے کر جایا کرتے تھے۔ حضور ﷺ کا اسمِ گرامی سن کر گنہگارانِ اُمت چیخ اُٹھیں گے اور رو رو کر عرض کریں گے کہ جبرئیل خدارا ہمارے نبی کو ہمارا سلام پہنچا کر ہمارے حالِ زار سے مطلع کر دیجیے، جبرئیلِ امین اُن لوگوں سے وعدہ فرمائیں گے کہ بے فکر رہو میں ضرور اِس کا خیال کروں گا، یہ کہہ کر جبرئیل علیہ السلام وہاں سے رخصت ہوں گے اور اپنے مقام پر آئیں گے اَرحم الراحمین کا اِرشاد ہوگا اے جبرئیل سناؤ کیا دیکھ کر آئے ؟

وہ عرض کریں گے: یا الٰہی تو سب کچھ جانتا ہے وہ نہایت تنگ اور پریشان حال ہیں، اِسی ہم کلامی کی لذت میں جبرئیل علیہ السلام ایسے محو اور بے خود ہوں گے کہ جہنمیوں کا وعدہ یکسر فراموش ہوجائے گا، آخر خود رب العالمین اِرشاد فرمائیں گے جبرئیل کیا تم نے ہمارے کلمہ پڑھنے والوں سے کوئی وعدہ بھی کیا ہے ! عرض کریں گے بے شک اے پروردگار میں وعدہ کرآیا ہوں، اِرشادِ عالی ہوگا اچھا ہمارے حبیب کے پاس جاؤ اور اپنا وعدہ پورا کرآؤ، اشارہ پاتے ہی حضرت جبرئیلِ امین حضور ﷺ

کی خدمت میں حاضر ہو کر گزارش کریں گے کہ اے حبیبِ رب العالمین آپ کی گناہگار اُمت کی تباہ حالی دیکھ کر حاضر خدمت ہوا ہوں اے محبوب رب العالمین آپ کی نافرمان اُمت نہایت لجاجت کے ساتھ رو رو کر سلام عرض کرتی تھی اور یہ التجا کرتی تھی کہ خدا کے لیے ہمارے حالِ زار کی خبر لیجیے۔

شفیع المذنبین اِس خبر کے سنتے ہی فرمائیں گے لَبَّیْكَ یَا اُمَّتِیْ اے میرے اُمتی، تمہارا نبی تمہاری سفارش کے لیے حاضر ہے اور اپنے مقامِ محمود سے رخصت ہو کر عرشِ الٰہی کے نیچے حاضر ہو کر ایک مرتبہ سربسجود ہوں گے اور خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں ایسی ایسی تعریف و توصیف کریں گے جو سارے جہان میں کسی نے نہیں کی ہوگی، اِس حالت میں خدا جانے کتنا عرصہ گزر جائے گا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہوگا یَا مُحَمَّدُ اِرْفَعْ رَاْسَكَ سَلْ تُعْطَهُ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ [1] اے ہمارے محبوب سر اُٹھاؤ بولو کیا چاہیے جو کچھ مانگو گے ملے گا جو سفارش کرو گے قبول ہوگی، یہ سنتے ہی رحمۃ للعالمین سجدہ سے سر اُٹھائیں گے اور زبانِ مبارک پر یَا رَبِّ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ کی صدائیں ہوں گی ارشادِ باری ہوگا جاؤ جس نے تمام عمر میں صدقِ دل سے ایک دفعہ بھی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہہ لیا اور شرک نہیں کیا خواہ کتنا ہی بڑا گناہگار کیوں نہ ہو اُس کو جہنم سے نکال لو، اجازت پاتے ہی آپ مسلمانوں کو اطلاع دیں گے : اے لوگو ! محمد (ﷺ) نے معافی کا پروانہ حاصل کر لیا ہے، اے جنت والو ! میرے ساتھ چلو اور تم جس کو پہچان سکو جہنم سے نکال لو۔ اِرشاد سنتے ہی اہلِ جنت آپ کے ہمراہ ہو لیں گے پھر یہ قافلہ دوزخ کی طرف کوچ کرے گا، مالکِ داروغہ دوزخ آپ کو دیکھتے ہی با ادب کھڑے ہو جائیں گے، آپ دریافت کریں گے : اے مالک ! جلدی بتاؤ میری گنہگار اُمت کا کیا حال ہے ؟

مالک عرض کریں گے کچھ نہ پوچھیے، آپ فرمائیں گے بہت جلد جہنم کے دروازے کھولو، مالک حکم پاتے ہی جہنم کا دروازہ کھول دیں گے، جب جہنمیوں کی آپ کے چہرۂ انور اور جمالِ مبارک پر نظر پڑے گی تو بے ساختہ اپنی زبانوں سے یَا مُحَمَّدُ اَحْرَقَتِ النَّارُ جُلُوْدَنَا وَاَكْبَادَنَا وَوُجُوْهَنَا یعنی "سرکار آگ نے ہمارے جسم اور ہمارے کلیجے جلا ڈالے اور چہرے جھلس دیے" کا شور مچائیں گے،

---

[1] بخاری شریف کتاب تفسیر القرآن رقم الحدیث ۴۷۱۲

آپ اِس آہ وزاری سے متاثر ہو کر فوراً حکم دیں گے کہ اِن کو جہنم سے نکالا جائے چنانچہ حکم پاتے ہی لاتعداد جہنمیوں کو جو جل کر کوئلے کی طرح ہوں گے نکالا جائے گا ، اِس کے بعد اِن دوزخیوں کو صاف کرنے کے لیے نَھرُ الحَیٰوة میں (جو جنت میں ایک نہر ہے) داخل کیا جائے گا کچھ دیر کے بعد ہی یہ لوگ چودھویں رات کے چاند کے مانند روشن اور نورانی ہو کر اِس نہر سے نکلیں گے اور پھر کلمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی بدولت ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جنت میں آباد ہو جائیں گے۔ جب کفار اپنی آنکھوں سے کلمہ کی برکات کا مشاہدہ کرلیں گے تب پچھتائیں گے اور کہیں گے کاش ! ہم بھی مسلمان ہوتے ﴿رُبَمَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوْ کَانُوْا مُسْلِمِیْنَ﴾ ''اُس وقت کافر لوگ تمنا کریں گے کاش ہم بھی مسلمان ہوتے۔'' (ابن کثیر، ابن جریر، طبری)

(٦) صاحبِ زواجر نقل فرماتے ہیں ایک کافر بادشاہ اسلام کا بہت بڑا دشمن تھا اور مسلمانوں کو اِس قدر قتل کرایا کرتا تھا جس کا کوئی ٹھکانا نہیں، اتفاقاً مسلمانوں کا لشکر اُس کے ملک پر غالب آگیا اور اِس کافر بادشاہ کو زندہ پکڑ لیا، فوجیوں کی رائے ہوئی کہ اِس ظالم بادشاہ کو ایک دیگ میں بند کر کے اُس کا منہ مضبوطی سے بند کر دیا جائے اور پھر اُس دیگ کو چولہے پر رکھ دیا جائے اور اُس کے نیچے آگ جلادی جائے تاکہ اِس کو اپنے ظلم کی پوری پوری سزا دی جائے۔ اِس رائے پر اکثر لوگوں کو اتفاق ہو گیا اور اُس بادشاہ کو دیگ میں بند کر دیا گیا، دیگ کا منہ مُسی جوش کر کے اُس کے نیچے آگ جلادی گئی، جب دیگ گرم ہونے لگی اور اس ظالم بادشاہ کو تکلیف پہنچنے لگی تب اُس نے اپنے تمام چھوٹے دیوتاؤں کو پکارا کہ میری مدد کرو پہنچو، وہاں کون سنتا تھا اور کون مدد کر سکتا تھا وہ بادشاہ اپنے تمام دیوتاؤں اور بتوں سے کہنے لگا میں نے تمہاری خاطر ہزاروں مسلمانوں کو تہ تیغ کیا، آج تم اپنے اور میرے دشمنوں کے پنجے سے مجھے نہ چھڑاؤ گے ! غرضیکہ اُس کی سب چیخ و پکار بے کار ہو گئی، آخر کار اُس کے دل میں یہ بات آئی کہ مسلمانوں کا کلمہ تو پڑھ کر دیکھوں چنانچہ اُس نے بے ساختہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھا بس اب کیا دیر تھی کلمہ پڑھتے ہی پہاڑ کی جانب سے ایک آندھی اور اَبر آتا ہو نمودار ہوا، آناً فاناً بارش شروع ہوئی اور آگ اُسی وقت بجھ گئی پھر اِس زور کی آندھی چلی کہ اُس دیگ کو اُڑا کر ایک ایسے ملک

میں لے گئی جہاں پر اللہ اللہ کہنے والا ایک بھی متنفس نہ تھا اور وہاں پر ایک چوک میں جہاں بڑا بھاری مجمع ہو رہا تھا اُسی جگہ یہ دیگ اُوپر سے اِس طرح اُتری جس طرح کوئی اُس کو آہستہ آہستہ سنبھال کر اُتار رہا ہو، یہ لوگ اِس دیگ کو دیکھ کر بہت زیادہ تعجب کرنے لگے کہ یہ کیا ماجرا ہے ؟

چنانچہ اُس دیگ کو کھولا گیا اُس میں دیکھتے ہیں کہ ایک آدمی صحیح سالم بیٹھا ہوا ہے اُس کو باہر نکالا پھر اُس آدمی سے پوچھا کہ تم کون ہو اور یہاں کس طرح پہنچے اور اِس دیگ میں کس طرح قید ہوئے اِس پر بادشاہ نے اپنی ساری سرگزشت (ماجرا) اور قصہ اِن لوگوں کو سنایا کہ پہلے میں کافر تھا اور مسلمانوں کو قتل کیا کرتا تھا اتفاقاً مسلمانوں کا لشکر میرے ملک پر غالب آ گیا اور اُنہوں نے مجھے قید کر لیا اور پھر مجھے سزا دینے کے لیے اُن لوگوں نے مجھ کو اِس دیگ میں بند کر دیا اور دیگ میں بند کر کے اِس طرح آگ جلائی اور اِس طرح میں نے اپنے معبودوں کو پکارنا شروع کیا، جب وہ کام نہ آئے تو مسلمانوں کا کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہْ پڑھا، اِس کلمہ کے پڑھتے ہی بارش برسی اور ہوا مجھ کو وہاں سے اُڑا کر یہاں لے آئی اور میں صحیح سالم دیگ سے نکل آیا، سب لوگوں نے اِس واقعہ کو نہایت تعجب کے ساتھ سنا اور اِس کے بعد وہ سب لوگ بھی کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہْ کو پڑھتے گئے اور مسلمان ہوتے گئے یہاں تک کہ اِس قصبہ میں کوئی شخص ایسا نہ رہا جو مسلمان نہ ہو گیا ہو۔

نوٹ : اِس قسم کی سزا دینی اسلامی قانون میں جائز نہیں، جو کچھ اِن لوگوں نے کیا اُس کے ذمہ دار وہی لوگ ہیں اِس سے اسلام کا کوئی تعلق نہیں۔

(۸) ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے شہر خراسان کے قریب ایک بچہ دیکھا جس کے داہنی طرف ماتھے پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ قدرتی قلم سے لکھا ہوا تھا اور بائیں طرف مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہْ لکھا ہوا تھا۔

(۹) ایک بزرگ فرماتے ہیں ایک دفعہ ہم سمندر کے اندر کشتی میں بیٹھ کر جا رہے تھے ہمارے غلام نے ایک مچھلی شکار کی، جب ہم نے اُس مچھلی کو دیکھا تو وہ سفید رنگ کی تھی اور سیاہ حرفوں میں اُس کے داہنے کان کے پاس لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ لکھا ہوا تھا اور بائیں کان کی طرف مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہْ لکھا ہوا تھا۔

خواب کی باتیں :

(۱) حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کو کسی نے خواب میں دیکھا اور اُن سے پوچھا کہ آپ ہمیشہ زبان سے اشارہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ سب کام میرے سامنے رکھے ہوئے ہیں، فرمایا ہاں اِس زبان سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا تو خدا تعالیٰ نے میرے سامنے بہشت رکھ دی۔ (کیمیائے سعادت)

(۲) خلیفۂ ہارون رشید کی بیوی ملکہ زبیدہ کو کسی نے خواب میں دیکھا اور اُن سے پوچھا: اللہ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا ؟ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اُن چار کلموں کے باعث جو دُنیا میں پڑھا کرتی تھی رحم فرمایا اور وہ یہ ہیں (i) لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ فنا کردُوں میں اِس کے ساتھ اپنی عمر کو (ii) لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ داخل ہوں میں اِس کے ساتھ قبر میں (iii) لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ خالص ہو جاؤں میں صرف اِس کے ساتھ (iv) لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ملاقات کروں میں اِس کے ساتھ اپنے پروردگار سے۔

اجمالی نظر :

(۱) بندہ جو بھی عمل کرتا ہے اُس کو قیامت کے روز اعمال کی ترازو میں رکھا جائے گا جب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کو ترازو میں رکھیں گے تو آسمان و زمین اور جو کچھ اِس میں ہے سب سے زیادہ وزنی ہوگا۔

(۲) اگر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنے والا اپنے اِس کہنے میں سچا ہے (یعنی یقین سے کہا ہے) تو اُس کے گناہ اگرچہ زمین کی خاک کے برابر بھی ہوں وہ بھی بخش دیے جائیں گے۔

(۳) جس نے کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھا وہ بہشت میں داخل ہوگا۔

(۴) جس نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ سو بار روز پڑھا تو گویا اُس نے دس غلام روز آزاد کیے اور سو نیکیاں اُس کے نامۂ اعمال میں لکھی گئیں اور سو برائیاں اُس کے نامۂ اعمال سے مٹا دی گئیں اور یہ کلمہ اُس رات اور دن میں شیطان سے بچاؤ کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔

(۵) جب تم کو کسی قسم کا غم اور رنج ہو تو یہ کلمہ پڑھ لیا کرو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْکَرِیْمِ اِنشاء اللہ سب غم

جاتے رہیں گے۔(امام غزالیؒ)

(۶) لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سب سے بہتر اور اچھا ذکر ہے۔

(۷) اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: اوّل لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی شہادت دینا، دوسرے نماز پڑھنا، تیسرے رمضان کے روزے رکھنا، چوتھے زکوۃ دینا، پانچویں حج کرنا۔(بخاری)

(۸) ایمان کی کچھ اُوپر ستر شاخیں ہیں اُن میں سب سے زیادہ افضل لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا کہنا ہے اور سب سے چھوٹی شاخ راستہ سے تکلیف دینے والی چیز دُور کرنا ہے۔

(۹) جو شخص اِس حالت میں مرا کہ اُس کو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے معنی کا یقین ہے اُس پر دوزخ کی آگ حرام ہے۔(مسلم شریف)

(۱۰) لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ جب بھی کوئی (مرد یا عورت) خلوص کے ساتھ پڑھتا ہے اُسی وقت اُس کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں تاکہ یہ کلمہ عرشِ الٰہی تک پہنچ جائے جب تک وہ گناہِ کبیرہ سے بچتا رہے۔(ترمذی شریف)

(۱۱) جس شخص نے سُبْحَانَ اللّٰہِ سُبْحَانَ اللّٰہِ سو مرتبہ صبح اور سو مرتبہ شام کو پڑھا اُس کو سو حج کرنے کا ثواب ملے گا۔

(۱۲) جس شخص نے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ صبح و شام سو مرتبہ پڑھا اُس کو جہاد کے اندر سو گھوڑے دینے کا ثواب ملے گا۔

(۱۳) جس شخص نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ صبح شام سو سو مرتبہ پڑھا اُس کو اتنا ثواب ملے گا جتنا کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے سو غلاموں کو خرید کر آزاد کر دیا ہو۔

(۱۴) جس شخص نے اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ صبح شام سو سو مرتبہ پڑھا اُس کے برابر اُس دن کسی کی نیکی نہیں ہوگی البتہ وہ شخص جس نے یہی کلمے کہے یا اِس سے زیادہ تعداد میں یہ تسبیح پڑھی۔(ترمذی)

میں تو اِس قابل نہ تھا

﴿ حضرت سیّد انور حسین نفیس الحسینی شاہ صاحبؒ ﴾

شکر ہے تیرا خدایا، میں تو اِس قابل نہ تھا
تو نے اپنے گھر بلایا، میں تو اِس قابل نہ تھا

اپنا دیوانہ بنایا ، میں تو اِس قابل نہ تھا
گرد کعبے کے پھرایا، میں تو اِس قابل نہ تھا

مدتوں کی پیاس کو سیراب تو نے کر دیا
جام زم زم کا پلایا، میں تو اِس قابل نہ تھا

ڈال دی ٹھنڈک میرے سینے میں تو نے ساقیا
اپنے سینے سے لگایا، میں تو اِس قابل نہ تھا

بھا گیا میری زباں کو ذکر اِلا اللہ کا
یہ سبق کس نے پڑھایا، میں تو اِس قابل نہ تھا

خاص اپنے در کا رکھا تو نے اے مولا مجھے
یوں نہیں در در پھرایا، میں تو اِس قابل نہ تھا

میری کوتاہی کہ تیری یاد سے غافل رہا
پر نہیں تو نے بُھلایا، میں تو اِس قابل نہ تھا

میں کہ تھا بے راہ ، تو نے دستگیری آپ کی
تو ہی مجھ کو راہ پے لایا، میں تو اِس قابل نہ تھا

عہد جو روزِ اَزل تجھ سے کیا تھا یاد ہے
عہد وہ کس نے نبھایا، میں تو اِس قابل نہ تھا

تیری رحمت تیری شفقت سے ہوا مجھ کو نصیب
گنبد خضراء کا سایا، میں تو اِس قابل نہ تھا

میں نے جو دیکھا سو دیکھا جلوہ گاہِ قدس میں
اور جو پایا سو پایا ، میں تو اِس قابل نہ تھا

بارگاہِ سیّد کونین ﷺ میں آ کر نفیسؔ
سوچتا ہوں، کیسے آیا؟ میں تو اِس قابل نہ تھا

فضائلِ آیت الکرسی

قسط : ۲، آخری

﴿ حضرت مولانا قاری عبدالحفیظ صاحب، فاضل جامعہ مدنیہ لاہور ﴾

جنات سے حفاظت :

وَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ الْھَیْثَمِ اَبُوْ عَمْرٍو، ثَنَا عَوْفٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِیْرِیْنَ، عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ قَالَ وَکَّلَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بِحِفْظِ زَکَاةِ رَمَضَانَ، فَاَتَانِیْ آتٍ فَجَعَلَ یَحْثُوْ مِنَ الطَّعَامِ فَاَخَذْتُہٗ وَقُلْتُ وَاللّٰہِ لَاَرْفَعَنَّکَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَ دَعْنِیْ فَاِنِّیْ(قَالَ اِنِّیْ) مُحْتَاجٌ وَعَلَیَّ عِیَالٌ وَلِیْ(وَبِیْ)حَاجَةٌ شَدِیْدَةٌ قَالَ فَخَلَّیْتُ عَنْہُ فَاَصْبَحْتُ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ یَا اَبَاھُرَیْرَةَ مَافَعَلَ اَسِیْرُکَ الْبَارِحَةَ قَالَ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ شَکٰی حَاجَةً شَدِیْدَةً وَعِیَالًا فَرَحِمْتُہٗ فَخَلَّیْتُ سَبِیْلَہٗ قَالَ اَمَا اَنَّہٗ قَدْ کَذَبَکَ وَسَیَعُوْدُ فَعَرَفْتُ اَنَّہٗ سَیَعُوْدُ لِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ اِنَّہٗ سَیَعُوْدُ فَرَصَدْتُّہٗ فَجَعَلَ(فَجَاءَ)یَحْثُوْ مِنَ الطَّعَامِ فَاَخَذْتُہٗ فَقُلْتُ لَاَرْفَعَنَّکَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ قَالَ دَعْنِیْ فَاِنِّیْ مُحْتَاجٌ وَعَلَیَّ عِیَالٌ لَا اَعُوْدُ فَرَحِمْتُہٗ فَخَلَّیْتُ سَبِیْلَہٗ فَاَصْبَحْتُ فَقَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَا اَبَاھُرَیْرَةَ مَافَعَلَ اَسِیْرُکَ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ شَکٰی حَاجَةً شَدِیْدَةً وَعِیَالًا فَرَحِمْتُہٗ فَخَلَّیْتُ سَبِیْلَہٗ قَالَ اَمَا اِنَّہٗ قَدْ کَذَبَکَ وَسَیَعُوْدُ فَرَصَدْتُّہُ الثَّالِثَةَ فَجَعَلَ(فَجَاءَ)یَحْثُوْ مِنَ الطَّعَامِ، فَاَخَذْتُہٗ فَقُلْتُ لَاَرْفَعَنَّکَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ وَھٰذَا اٰخِرُ ثَلَاثِ مَرَّاتٍ اِنَّکَ تَزْعُمُ لَا تَعُوْدُ ثُمَّ تَعُوْدُ قَالَ دَعْنِیْ اُعَلِّمْکَ کَلِمَاتٍ یَنْفَعُکَ اللّٰہُ بِھَا قُلْتُ مَا ھُوَ قَالَ اِذَا اَوَیْتَ اِلٰی فِرَاشِکَ فَاقْرَأْ اٰیَةَ الْکُرْسِیِّ ﴿اَللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ﴾ حَتّٰی تَخْتِمَ الْاٰیَةَ فَاِنَّکَ لَنْ یَّزَالَ عَلَیْکَ مِنَ اللّٰہِ حَافِظٌ وَلَا یَقْرُبُکَ(لَا یَقْرَبَنَّکَ)شَیْطَانٌ (الشَّیْطَانُ) حَتّٰی تُصْبِحَ فَخَلَّیْتُ سَبِیْلَہٗ فَاَصْبَحْتُ فَقَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَا فَعَلَ اَسِیْرُکَ الْبَارِحَةَ فَقُلْتُ(قُلْتُ) یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ زَعَمَ اَنَّہٗ یُعَلِّمُنِیْ کَلِمَاتٍ یَنْفَعُنِی اللّٰہُ بِھَا

فَخَلَّيْتُ سَبِيْلَهٗ قَالَ مَا هِیَ قَالَ قَالَ لِیْ اِذَا اَوَيْتَ اِلٰى فِرَاشِكَ فَاقْرَاْ اٰيَةَ الْكُرْسِیِّ مِنْ اَوَّلِهَا حَتّٰى تَخْتِمَ الْاٰيَةَ ﴿اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَيُّوْمُ﴾ وَقَالَ لِیْ لَنْ يَزَالَ (لَمْ يَزَلْ) عَلَيْكَ مِنَ اللّٰهِ حَافِظٌ وَلَا يَقْرُبُكَ شَيْطَانٌ حَتّٰى تُصْبِحَ وَكَانُوْا اَحْرَصَ شَیْءٍ عَلَى الْخَيْرِ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ اَمَا اِنَّهٗ قَدْ صَدَقَكَ وَهُوَ كَذُوْبٌ تَعْلَمُ مَنْ تُخَاطِبُ مُذْ (مُنْذُ) ثَلٰثِ لَيَالٍ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ لَا قَالَ ذَاكَ شَيْطَانٌ. [1]

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے ماہِ رمضان میں مجھے زکوۃ کے مال پر نگران مقرر کیا تو ایک آنے والا آیا اور اشیاءِ خوردنی میں سے اُٹھانے لگا، میں نے اُسے پکڑ کر کہا کہ میں تجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر جاؤں گا اُس نے کہا میں محتاج اور عیالدار ہوں اور سخت ضرورت مند ہوں لہٰذا مجھے چھوڑ دو، میں نے اُسے چھوڑ دیا جب صبح ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے مجھ سے پوچھا کہ اے ابو ہریرہ ! تم نے اپنے رات والے قیدی کے ساتھ کیا معاملہ کیا ؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اُس نے اپنے ضرورت مند اور عیالدار ہونے کی شکایت کی تو میں نے اُس پر رحم رکھا کر اُسے چھوڑ دیا، آپ نے اِرشاد فرمایا اُس نے تو تجھ سے جھوٹ بولا اور وہ پھر آئے گا تب مجھے یقین ہو گیا کہ وہ دوبارہ آئے گا۔

میں اُس کے انتظار میں تھا کہ وہ آگیا اور اشیاءِ خوردنی میں سے اُٹھانے لگا، میں نے اُسے پکڑ کر کہا کہ میں تجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے جاؤں گا، اُس نے مجھے کہا کہ مجھے چھوڑ دو کیونکہ میں محتاج اور عیالدار ہوں دوبارہ نہ آؤں گا، مجھے اُس پر رحم آگیا اور میں نے اُسے چھوڑ دیا، جب صبح ہوئی تو رسولِ اکرم ﷺ نے مجھ سے دریافت فرمایا اپنے قیدی کے ساتھ کیا معاملہ کیا ؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اُس نے اپنے ضرورت مند اور عیالدار ہونے کی شکایت کی تو

[1] بخاری شریف کتاب الوکالۃ رقم الحدیث ۲۳۱۱

مجھے اُس پر رحم آ گیا اور میں نے چھوڑ دیا، آپ نے اِرشاد فرمایا اُس نے تجھ سے جھوٹ بولا اور وہ دوبارہ پھر آئے گا۔

تیسری رات میں نے اُس کا پھر انتظار کیا وہ (حسبِ معمول) آیا اور اشیاءِ خوردنی میں سے پھر اُٹھانے لگا، میں نے اُسے پکڑ کر کہا کہ میں تجھے ضرور رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر جاؤں گا اور یہ تیسری مرتبہ کا واقعہ ہے، تیرا کیا خیال ہے کہ تو نہیں آئے گا (لیکن) تو پھر آئے گا، اُس نے کہا مجھے چھوڑ دو میں تمہیں ایسے کلمات سکھاؤں گا کہ اللہ تعالیٰ اُس کے ذریعہ تمہیں نفع دے گا، میں نے پوچھا وہ کون سے کلمات ہیں اُس نے بتایا کہ جب تم سونے کے لیے اپنے بستر پر آؤ تو آیت الکرسی پڑھ لو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تم پر ایک محافظ مقرر ہو جائے گا اور صبح تک تمہارے نزدیک کوئی شیطان وغیرہ نہ آسکے گا، میں نے اُسے چھوڑ دیا جب صبح ہوئی تو رسولِ اکرم ﷺ نے مجھ سے دریافت فرمایا اپنے رات کے قیدی کے ساتھ کیا معاملہ کیا ؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اُس نے مجھے چند ایسے کلمات سکھانے کا وعدہ کیا جس سے اللہ تعالیٰ مجھے نفع دیں گے، آپ نے دریافت فرمایا وہ کلمات کون سے ہیں ؟ میں نے عرض کیا اُس نے مجھے بتایا کہ جب تم اپنے بستر پر (سونے کے لیے) آؤ تو اوّل سے آخر تک آیت الکرسی پڑھ لو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک محافظ و نگران تم پر مقرر ہو جائے گا صبح تک تمہارے قریب کوئی شیطان وغیرہ بھی نہ آئے گا (صحابہ تو ہر خیر و بھلائی کے حریص ہوتے تھے اِس لیے حضرت ابوہریرہؓ نے یقین کر لیا اور اُسے چھوڑ دیا) نبی کریم ﷺ نے اِرشاد فرمایا : اُس نے یہ بات تم سے سچ کہی ہے جبکہ وہ بہت بڑا کذاب ہے۔ اے ابوہریرہ ! تم جانتے ہو کہ تم تین راتوں تک کس سے گفتگو کرتے رہے ہو ؟ اُنہوں نے عرض کیا کہ نہیں، آپ نے فرمایا کہ وہ شیطان تھا۔''

ہر مقصد کے حصول کے لیے :

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ كَانَتْ لَهٗ حَاجَةٌ فَلْيُسْبِغِ الْوُضُوْءَ وَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ يَقْرَأُ فِى الْاُوْلٰى فَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَاٰيَةَ الْكُرْسِىْ وَ فِى الثَّانِيَةِ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ الخ اَلسُّوْرَةُ وَيَتَشَهَّدُ وَيُسَلِّمُ وَيَدْعُوْا بِهٰذَ الدُّعَاءِ : اَللّٰهُمَّ يَا مُؤْنِسَ كُلِّ وَحِيْدٍ وَيَاصَاحِبَ كُلِّ فَرِيْدٍ وَيَا قَرِيْبًا غَيْرَبَعِيْدٍ وَ يَاشَاهِدًا غَيْرَغَائِبٍ وَ يَاغَالِبًا غَيْرَمَغْلُوْبٍ يَاحَىُّ يَاقَيُّوْمُ يَا ذَالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ يَابَدِيْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْئَلُكَ بِاسْمِكَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ الْحَىُّ الْقَيُّوْمُ الَّذِىْ لَا تَأْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ وَ اَسْئَلُكَ بِاسْمِكَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ الْحَىُّ الْقَيُّوْمُ الَّذِىْ عَنَتْ لَهُ الْوُجُوْهُ وَخَشَعَتْ لَهُ الْاَصْوَاتُ وَ وَجِلَتْ مِنْ خَشْيَتِهِ الْقُلُوْبُ اَنْ تُصَلِّىَ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ وَّ اَنْ تَقْضِىَ لِىْ كَذَا وَ كَذَا فَاِنَّهٗ تُقْضٰى حَاجَتُهٗ. (الدر النظيم ص ١١)

''حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اِرشاد فرمایا جس شخص کو کوئی حاجت پیش آجائے تو اُسے چاہیے کہ (آداب و مستحبات کا خیال رکھ کر) کامل وضو کرے اور دو رکعات نماز اِس طرح پڑھے کہ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد آیت الکرسی پڑھے اور دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد امن الرسول سے آخر سورۂ تک پڑھے پھر تشہد کے بعد سلام پھر کر مندرجہ ذیل دُعا پڑھے اور اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت طلب کرے تو اللہ تعالیٰ ضرور اُس کی حاجت پوری فرمادیں گے۔''

نوٹ : كَذَا وَ كَذَا کی جگہ اپنی حاجت و مطلب کو خیال میں رکھے۔

اَللّٰهُمَّ يَا مُؤْنِسَ كُلِّ وَحِيْدٍ وَيَاصَاحِبَ كُلِّ فَرِيْدٍ وَيَا قَرِيْبًا غَيْرَبَعِيْدٍ وَ يَاشَاهِدًا غَيْرَغَائِبٍ وَ يَاغَالِبًا غَيْرَمَغْلُوْبٍ يَاحَىُّ يَاقَيُّوْمُ يَاذَالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ يَابَدِيْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْئَلُكَ بِاسْمِكَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ الْحَىُّ الْقَيُّوْمُ الَّذِىْ لَا تَأْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ وَ اَسْئَلُكَ بِاسْمِكَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ

الرَّحِیْمِ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ الَّذِیْ عَنَتْ لَهُ الْوُجُوْهُ وَخَشَعَتْ لَهُ الْاَصْوَاتُ وَ وَجِلَتْ مِنْ خَشْیَتِهِ الْقُلُوْبُ اَنْ تُصَلِّیَ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آل مُحَمَّدٍ وَّ اَنْ تَقْضِیَ لِیْ کَذَا وَ کَذَا فَاِنَّهٗ تُقْضٰی حَاجَتُهٗ.

ہر مرض سے شفاء :

وَقَالَ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ مَنْ اَخَذَ مِنْ مَّاءِ الْمَطَرِ وَقَرَأَ عَلَیْهِ فَاتِحَةَ الْکِتَابِ سَبْعِیْنَ مَرَّةً وَاٰیَةَ الْکُرْسِیْ سَبْعِیْنَ مَرَّةً وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ سَبْعِیْنَ مَرَّةً وَالْمُعَوَّذَتَیْنِ سَبْعِیْنَ مَرَّةً وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ اِنَّ جِبْرَئِیْلَ عَلَیْهِ السَّلَامُ جَاءَ نِیْ وَاَخْبَرَنِیْ اَنَّهٗ مَنْ یَّشْرَبُ مِنَ الْمَاءِ سَبْعَةَ اَیَّامٍ مُتَوَالِیَةٍ فَاِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ وَ تَعَالٰی یَدْفَعُ عَنْهُ کُلَّ دَاءٍ فِیْ جَسَدِهٖ وَ یُعَافِیْهِ مِنْهُ وَ یَخْرُجُ مِنْ عُرُوْقِهٖ وَلَحْمِهٖ وَ عَظْمِهٖ وَجَمِیْعِ اَعْضَائِهٖ. (الدر النظیم ص ۱۶)

''نبی کریم ﷺ کا اِرشاد ہے کہ جو شخص بارش کا پانی لے کر اُس پر سورہ فاتحہ ستر بار، آیت الکرسی ستر بار، قل ھو اللہ احد ستر بار اور معوذتین (قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس) ستر بار پڑھ کر دم کرے تو آپ نے قسم اُٹھا کر اِرشاد فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام میرے پاس تشریف لائے اور مجھے خبر دی کہ جو شخص یہ پانی سات روز تک متواتر پیے گا تو اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ اُس کے جسم سے ہر بیماری دُور فرمادیں گے اور اُسے صحت و عافیت عطاء فرمائیں گے اور اُس کے گوشت پوست اور اُس کی ہڈیوں سے بلکہ تمام اعضاء سے اُسے نکال دیں گے۔''

شیطان جن اور ہر قسم کے جادو اور چوری وغیرہ سے حفاظت :

وَقَالَ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ مَنْ قَرَأَ اٰیَةَ الْکُرْسِیْ وَثَلٰثَ اٰیَاتٍ مِنَ الْاَعْرَافِ ﴿اِنَّ رَبَّکُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ﴾ اِلٰی قَوْلِهٖ ﴿اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ﴾ ﴿وَالصَّافَّاتِ﴾ اِلٰی قَوْلِهٖ ﴿لَازِبٍ﴾ وَسُوْرَةَ الرَّحْمٰنِ مِنْ ﴿سَنَفْرُغُ لَکُمْ اَیُّهَا الثَّقَلَانِ﴾ اِلٰی قَوْلِهٖ ﴿فَلَا تَنْتَصِرَانِ﴾ عُصِمَ یَوْمَهٗ مِنْ کُلِّ

شَیْطَانٍ وَمِنْ کُلِّ سَاحِرٍ مُضِرٍّ وَمِنْ کُلِّ شَیْطَانٍ مِنَ الْاِنْسِ وَمِنْ کُلِّ سُلْطَانٍ ظَلُوْمٍ وَمِنْ کُلِّ لِصٍّ وَمِنْ کُلِّ سَبُعٍ ضَارٍّ وَمَنْ قَرَأَ ھُنَّ مِنْ لَیْلَةٍ فَلَهٗ مِثْلُ ذٰلِكَ.[۱]

''نبی کریم ﷺ کا اِرشادِ گرامی ہے کہ جو شخص آیت الکرسی اور سورۂ اعراف کی تین آیتیں ﴿اِنَّ رَبَّکُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ﴾ سے ﴿اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ﴾ تک اور سورۂ صافات کے شروع سے ﴿ لَازِبٍ﴾ تک اور سورۂ رحمٰن کی آیتیں ﴿سَنَفْرُغُ لَکُمْ اَیُّھَا الثَّقَلٰنِ﴾ سے ﴿ فَلَا تَنْتَصِرٰنِ﴾ تک، اگر دن میں پڑھے گا تو تمام دن اور اگر رات میں پڑھے گا تو تمام رات شیطان سرکش اور جادوگر ضرر رساں اور حاکم ظالم سے اور تمام چوروں اور درندوں سے محفوظ رہے گا۔''

دفع وسوسہ وایذاءِ جن واِنس، برکتِ رزق وصحتِ بدن وحفاظت از جمیع آفات :

مَنْ قَرَأَ ھٰذِهِ الْاٰیَةَ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ وَلَیْلَةٍ عَقْبَ کُلِّ صَلَاةٍ اٰمَنَ مِنْ وَسْوَسَةِ الشَّیْطَانِ وَمَکْرُوْهٍ وَمِنْ تَمَرُّدِ الْجَانِّ وَاَعَاذَهُ اللّٰهُ مِنَ الْفَقْرِ وَرَزَقَهٗ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ ، وَمَنْ وَاصَلَ قِرَأَتَھَا عِنْدَ کُلِّ صَبَاحٍ وَمَسَاءٍ وَعِنْدَ دُخُوْلِهٖ اِلٰی مَنْزِلِهٖ وَفِرَاشِهٖ اٰمِنَ مِنَ السَّرْقَةِ وَالْفَقْرِ وَالْحَرِیْقِ وَالشُّرُوْرِ وَرُزِقَ صِحَّةُ الْبَدَنِ وَسَلِمَ مِنْ فَزَعِ اللَّیْلِ وَالرَّجْفَةِ وَسَکَنَ قَلْبُهٗ مِنَ الْوَجَعِ، وَمَنْ کَتَبَھَا فِیْ شِقَاقٍ طِیْنٍ وَجَعَلَھَا فِیْ غَلَّةٍ لَمْ تُسْرَقْ وَلَمْ تَسُوْسُ وَبُوْرِكَ فِیْھَا ، وَمَنْ کَتَبَھَا وَجَعَلَھَا فِیْ اَعْلٰی عَتَبَةِ حَانُوْتِهٖ اَوْ بَابَ مَنْزِلِهٖ وَبُسْتَانِهٖ کَثُرَ عَلَیْهِ الرِّزْقُ وَلَمْ یَرَخُصَاصَةً وَلَاخَسَارَةً وَلَمْ یَدْخُلْ عَلَیْهِ لِصٌّ، وَاِذَا کُنْتَ فِیْ سَفَرٍ اَوْ مَوْضِعٍ فَخِیْفَ فَخَطَّ عَلَیْكَ بِالْحَرْبَةِ دَائِرَةً وَاقْرَأْ عَلَیْھَا اٰیَةَ الْکُرْسِیْ وَسُوْرَةَ الْاِخْلَاصِ وَالْمُعَوَّذَتَیْنِ وَالْفَاتِحَةَ وَ﴿ قُلْ لَّنْ یُّصِیْبَنَا اِلَّا مَا کَتَبَ اللّٰهُ لَنَا ھُوَ مَوْلَانَا وَ عَلَی اللّٰهِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ﴾ فَاِنَّكَ لَا یَصِلُ اِلَیْكَ اَحَدٌ وَلَا یَقْدِرُ اَحَدٌ عَلٰی اَذِیَّتِكَ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ.'' (الدرالنظیم ص ۳۵)

---

[۱] الدرالنظیم ص ۱۶

''جو شخص اِن آیتوں کو (آیت الکرسی سے لے کر خالدون تک) ہر نماز کے بعد پڑھا کرے شیطان کے وسوسہ اور سرکش شیاطین کے مکر و ایذاء سے محفوظ رہے اور فقیر سے غنی ہو جائے اور ایسے طریق سے رزق ملے کہ اُس کو گمان بھی نہ ہو۔

اور جو شخص صبح و شام اور گھر میں داخل ہونے کے وقت اور بستر پر لیٹنے کے وقت ہمیشہ پڑھا کرے تو چوری، فقر و فاقہ اور جلنے اور ہر قسم کے شرور سے محفوظ رہے اور صحت نصیب ہو اور ہر قسم کے خوف اور اندیشہ سے سالم رہے۔

اور اگر اِسے ٹھیکریوں پر لکھ کر غلہ میں رکھ دے تو چوری نہ ہو اور گھن سے محفوظ رہے اور اُس میں برکت ہو۔

اور جو اِسے اپنی دُکان یا مکان میں کسی اُونچی جگہ رکھ دے تو رزق بڑھے اور کبھی فاقہ نہ ہو اور وہاں چور نہ آئے۔

اور اگر کسی خوفناک جگہ میں رہنے کا اتفاق ہو تو یہ آیتیں مع سورۂ اخلاص اور معوذتین اور آیت ﴿ قُلْ لَّنْ یُّصِیْبَنَا اِلَّا مَا کَتَبَ اللّٰہُ لَنَا ھُوَ مَوْلٰنَا وَ عَلَی اللّٰہِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴾ پڑھ کر اپنے گرد ایک دائرہ کھینچ لے اِنشاء اللہ کوئی موذی نہ پہنچ سکے گا اور کوئی جن یا انسان ایذاء نہ پہنچا سکے گا۔''

قبولیتِ دُعا کے لیے :

''جمعہ کے روز عصر کی نماز کے بعد خلوت میں ستر بار آیت الکرسی پڑھنے سے قلب میں عجیب کیفیت پیدا ہوگی اور اِس حالت میں جو دُعا کرے گا قبول ہوگی۔''[۱]

---

[۱] اعمالِ قرآنی حصہ سوم ص ۹۲

جامعہ مدنیہ جدید و مسجد حامدؒ

کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیجیے

بانئ جامعہ حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمہ اللہ نے جامعہ مدنیہ کی وسیع پیمانے پر ترقی کے لیے محمد آباد موضع پاجیاں (رائیونڈ روڈ لاہور نزد چوک تبلیغی جلسہ گاہ) پر برلب ِسڑک جامعہ اور خانقاہ کے لیے تقریباً چوبیس ایکڑ رقبہ ۱۹۸۱ء میں خرید کیا تھا۔ جہاں الحمد للہ تعلیم اور تعمیر دونوں کام بڑے پیمانہ پر جاری ہیں۔ جامعہ اَور مسجد کی تکمیل محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اُس کی طرف سے توفیق عطاء کیے گئے اہلِ خیر حضرات کی دُعاؤں اور تعاون سے ہوگی۔ اِس مبارک کام میں آپ خود بھی خرچ کیجیے اَور اپنے عزیز و اَقارب کو بھی ترغیب دیجیے۔ ایک اَندازے کے مطابق مسجد میں ایک نمازی کی جگہ پر دس ہزار روپے لاگت آئے گی، حسبِ استطاعت زیادہ سے زیادہ نمازیوں کی جگہ بنوا کر صدقۂ جاریہ کا سامان فرمائیں۔

منجانب

سیّد محمود میاں مہتمم جامعہ مدنیہ جدید و اَراکین اَور خدام خانقاہِ حامدیہ

خطوط، عطیات اور چیک بھیجنے کے پتے

سیّد محمود میاں ''جامعہ مدنیہ جدید'' محمد آباد 19 کلومیٹر رائیونڈ روڈ لاہور

فون نمبر : 35330310 - 42 - 92+ فیکس نمبر 35330311 - 42 - 92+

فون نمبر : 37726702 - 42 - 92+ فیکس نمبر 37703662 - 42 - 92+

موبائل نمبر 4249301 - 333 - 92+

جامعہ مدنیہ جدید کا اکاؤنٹ نمبر (0-7915-100-020-0954)MCB کریم پارک برانچ لاہور

مسجد حامد کا اکاؤنٹ نمبر (1-1046-100-040-0954)MCB کریم پارک برانچ لاہور

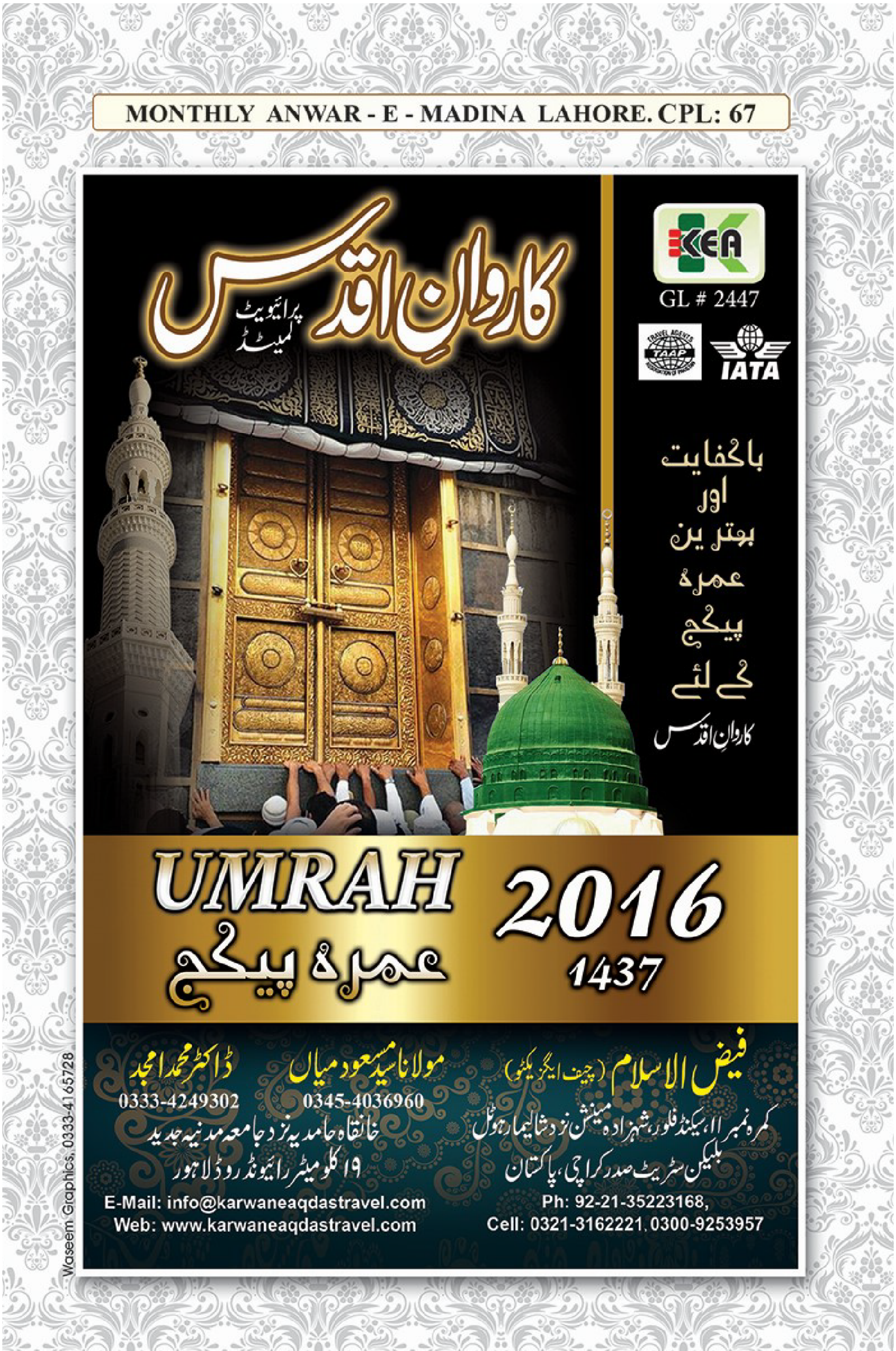
MONTHLY ANWAR - E - MADINA LAHORE. CPL: 67
کاروانِ اقدس
پرائیویٹ لمیٹڈ
GL # 2447
TAAP
IATA
باکفایت
اور
بہترین
عمرہ
پیکج
کے لئے
کاروانِ اقدس
UMRAH
عمرہ پیکج
2016
1437
فیض الاسلام (چیف ایگزیکٹو)
کمرہ نمبر ١١، سیکنڈ فلور، شہزادہ مینشن نزد شالیمار ہوٹل
بلیکن سٹریٹ صدر کراچی، پاکستان
Ph: 92-21-35223168,
Cell: 0321-3162221, 0300-9253957
مولانا سید مسعود میاں
0345-4036960
ڈاکٹر محمد امجد
0333-4249302
خانقاہ حامدیہ نزد جامعہ مدنیہ جدید
١٩ کلومیٹر رائیونڈ روڈ لاہور
E-Mail: info@karwaneaqdastravel.com
Web: www.karwaneaqdastravel.com
Waseem Graphics, 0333-4165728